علم وعمل کے متعلق ایک بہترین کتاب:

اقتضاء العلمِ العمل کا آسان اور سلیس اردو ترجمہ

بنام

عِلم و عمل

مصنف

علامہ خطیب بغدادی



مترجم

مفتی محمد نظام احسنی مصباحی

صراط پبلیکیشنز

www.siraatpublications.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم وعمل

مصنف

علامہ خطیب بغدادی

مترجم

مفتی محمد نظام احسنی مصباحی

ناشر

صراط پبلیکیشن

تفصیلات

۞......نام کتاب : **علم وعمل**

۞......مصنف : علامہ خطیب بغدادی

۞......مترجم : مفتی محمد نظام احسنی مصباحی

۞......سالِ اشاعت : ۲۰۲۳ء/ ۱۴۴۵ھ

۞......صفحات : ۶۴

۞......ناشر : **صراط پبلیکیشن**

❋ ❋ ❋

.... ۞ ملنے کے پتے ۞ ....

☆......:

☆......:

فہرست مشمولات



تقریظ جلیل

حامدا و مصلیاً و مسلماً

زیر نظر کتاب "علم و عمل" دراصل مشہور فقیہ و محدث حافظ ابوبکر احمد بن علي معروف بہ خطیب بغدادی کی کتاب "اقتضاءُ العلمِ العملَ" کا سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اور ترجمہ نگار ہیں عزیز گرامی مولانا مفتی محمد نظام احسنی مصباحی زید مجدُہ، جو شیخاپور، ضلع بریلي، یوپي کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے درجہ فضیلت تک جامعہ احسن البرکات، مارہرہ شریف، ضلع ایٹہ سے تعلیم حاصل کی، اور وہیں دستارِ فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ پھر گزشتہ سال جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں شعبہ تخصص في الحدیث سال اول میں داخلہ لیا اور تمام امتحانات میں اعلی نمبروں سے پاس ہوئے۔ یہ اس شعبہ میں ان کی تعلیم کا آخری سال ہے، یکم جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ/۱۵، دسمبر ۲۰۲۳ء بروز جمعہ عرس عزیزی کے موقع سے ان کی دستار بندی ہو رہی ہے۔ اس مناسبت سے انھوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ رب کریم ان کا یہ عزم پایۂ تکمیل کو پہنچائے۔

راقم سطور اپنی مصروفیت اور کم فرصتی کی وجہ سے باضابطہ پوری کتاب تو نہ دیکھ سکا، لیکن جستہ جستہ مقامات سے اس کا مطالعہ کیا، خصوصاً عربي اشعار کے ترجمے پر ایک نظر ضرور ڈالی۔

عزیز موصوف نے بڑی محنت، تن دہی اور اخلاص سے ترجمہ کیا ہے

میری جان کاری کے مطابق یہ ان کی پہلی علمی اور تحریری کاوش ہے۔ ترجمہ در حقیقت ایک زبان سے دوسری زبان میں پوری کامیابي اور احتیاط کے ساتھ مفہوم کو منتقل کرنے کا نام ہے۔ اس میں دونوں زبانوں کے مفردات، محاورات اور ضرب الامثال کی اچھی معلومات کے ساتھ کسی ماہر استاد و مربي سے ایک زمانے تک مشق و ممارست کی ضرورت ہوتی ہے،

فطرت سلیم، ذوق نفیس اور طبیعت کی شائستگی اس میں چار چاند لگاتی ہے، ماہر فن استاذ کی رہ نمائی اور اصلاح اسے کامیابیوں کے آسمان تک پہنچاتی ہے، اس باب میں مترجم کی ادنی سی غفلت اور لاپرواہی ترجمہ کو "رجم عبارت "(یعنی عبارت کے قتل وخون) تک پہنچادیتی ہے۔

عزیز موصوف نیک طینت، باصلاحیت، محنتی اور مثبت ذہن وفکر کے حامل عالم دین ہیں، فضول کاموں سے بچتے ہوئے اپنے گراں قدر اوقات کو کام میں لانا، اساتذہ کی بارگاہوں میں ادب واحترام سے پیش آنا اور لایعنی جھمیلوں سے دور رہنا، ان کے قابلِ تعریف اوصاف ہیں۔

دستار بندی اور کتاب کی طباعت واشاعت کے موقع پر میں انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ رب کریم ان کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے، ان کی یہ علمی اور دینی خدمت قبول فرمائے، اور زیادہ سے زیادہ دینی وعلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبي المصطفى الأمين صلى الله عليه وسلم.

نفیس احمد مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ، یوپی

مورّخہ ۲۰/جُمادَی الاولی، ۱۴۴۵ھ
۵/دسمبر ۲۰۲۳ء،
شب چہار شنبہ

حالات خطیب بغدادی

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی، ماہر علم وفن، ممتاز فضل وکمال کے مالک، مصنف کتب کثیرہ، متبحر فی الحدیث اور حدیث پرکھنے میں ماہر تھے، لوگ دور دور سے آپ کے پاس حدیث پڑھنے آتے تھے۔

محدث ابن ماکولا کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم نے دیکھا اور ملاقات کی ان میں آپ یکتائے زمانہ تھے۔ حدیث کے حفظ وضبط کی معرفت کے ساتھ اس کی صحت وسقم پرکھنے، علل حدیث اور علم الاسناد میں مہارت وکمال رکھتے تھے ساتھ ہی ساتھ غریب ومنکر احادیث کی بخوبی معرفت رکھتے تھے۔

نام ونسب:

آپ کا نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، کنیت ابوبکر اور لقب خطیب بغدادی ہے، آپ لقب سے اتنے مشہور ہوئے کہ وہ اصل نام پر غالب آگیا۔

لقب کی وجہ حافظ ابن کثیر یہ بتاتے ہیں کہ ان کے والد علی بن ثابت بغداد کے قریب ایک گاؤں "درزیجان" میں جمعہ اور عیدین کے خطیب تھے؛ اس لیے وہ خطیب کے نام سے مشہور تھے اور آپ ابن خطیب کہلاتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے والد کی جگہ خطابت کی ذمہ داری نبھائی جبھی سے یہ خود بھی خطیب کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ [البدایۃ والنہایۃ]

ولادت:

آپ ۲۴/ جُمادی الآخرہ ۳۹۲ھ جمعرات کے روز دارالسلام بغداد میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کے والد گرامی خود ذی علم تھے اور علم و علما کو بہت پسند فرماتے تھے؛اس لیے انھوں نے آپ کی تعلیم و تربیت کی جانب خاص توجہ دی ۔ ابتدا میں ہلال بن عبد اللہ طیبی کے یہاں قرآن پاک پڑھنے بھیجا ، آپ نے ان سے قرآن پاک پڑھا اور منصور جمال سے بھی علم قراءت میں استفادہ کیا۔ ذہانت کا یہ عالم تھا کہ گیارہ سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کر کے علم حدیث میں لگ گئے، ساتھ ہی ساتھ علم نحو، شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن عقیل قرشی سے حاصل کیا۔ علم فقہ میں بصیرت پیدا کرنے کے لیے قاضی ابو الطیب شیخ طبری اور شیخ ابوالحسن محاملی اور دیگر معروف فقہاے کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوے تلمذ تہ کیے۔

تحصیل علم کی طلب:

ابھی آپ کی عمر ۱۱؍ سال کی ہی ہوئی تھی کہ قرآن حفظ کر کے علم حدیث میں مشغول ہو گئے۔ اور علم حدیث نے اس نو عمر طالب علم کو اپنا گرویدہ کر لیا جب کہ اس عمر میں بچے کھیل کود میں لگے رہتے ہیں؛ لیکن آپ کو اس علم میں ایسی لذتیں حاصل ہوئیں کہ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق و شوق نے دنیا کی تمام لذتوں اور راحتوں کا مزہ بھلا دیا۔ آپ ہمہ وقت حدیث یاد کرتے رہتے حتی کہ اگر کسی ضروری کام سے کہیں جانا ہوتا تو کوئی نہ کوئی حدیث کی کتاب ہاتھ میں لے لیتے اور راستے میں بھی حدیثیں یاد کرتے جاتے تھے۔

آپ کے شوق طلب کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار اسماعیل بن احمد ضریر رحمۃ اللہ علیہ کا بغداد سے گزر ہوا جو کہ واپس نیشاپور جا رہے تھے۔ آپ نے ان سے بخاری شریف پڑھنے کی درخواست کی تو انھوں نے قبول فرمالی۔ آپ نے تین مجلسوں میں پوری بخاری شریف پڑھ لی۔ پہلی مجلس مغرب سے فجر تک اور دوسری مجلس دوسرے دن مغرب تا فجر۔ اب

تیرے دن شیخ کو قافلے کے ساتھ جانا تھا تو وہ چلے گئے۔ تبھی آپ اپنے اصحاب کو لے کر ان کے پاس پہنچے تو جزیرے پر جہاں ان کا قیام تھا وہاں ملاقات ہوئی اور تیسری مجلس چاشت کے وقت سے مغرب تک اور پھر مغرب سے فجر تک پڑھتے رہے۔ حتی کہ شیخ سے مکمل بخاری شریف پڑھ لی۔ (تاریخ بغداد، ج:۶، ص:۳۱۰)

تحصیل علم کے لیے سفر:

تحصیل علم حدیث کے سفر میں دو باتیں مقصود ہوتی ہیں:

اوّل–زیادہ سے زیادہ سماع اور علو اسناد کا حصول۔

دوم–زیادہ سے زیادہ محدثین سے ملاقات۔ شہر بغداد علم و ادب کا مرکز تھا اور آپ کے زمانہ میں بھی بڑے بڑے محدثین وفقہا وہاں موجود تھے لیکن حیرت ہے کہ نہایت قلیل مدت میں بغداد کے علمی خزانوں میں جو کچھ تھا انھوں نے سب حاصل کر لیا۔ آخر کار شوق علم نے شہر بغداد چھڑوا دیا۔

اس کے بعد جہاں حافظ حدیث یا اہل علم کا نام سنتے وہاں پہنچ کر ان سے استفادہ کرتے۔ بصرہ، نیشاپور اور اصفہان میں ایک عرصہ تک بڑے بڑے شیوخ سے حدیثیں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد دوسرا سفر آپ نے مغرب کی جانب شروع کیا اور شام، عراق وغیرہ شہروں کے کبار محدثین سے اخذ حدیث کرتے رہے اور ہر چہار جانب سے آپ نے ایک بڑا ذخیرہ علم جمع کر لیا۔

مشایخ:

"تذکرۃ الحفاظ" میں ہے کہ آپ نے تقریباً دو ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا اور اخذ حدیث کے لیے ان کی طرف سفر کی مشقتیں برداشت کر کے گئے۔ جن میں چند شیوخ یہ ہیں:

ابوالحسن دارقطنی، محمد بن یعقوب، امام ابن حبان، ابو عمر مہدی فارسی، ابونعیم اصفہانی، ابن ماکولا، حمیدی، محمد بن عبدالرحمن تمیمی وغیرہ۔

تلامذہ:

مختلف بلاد وامصار سے علم حدیث حاصل کر کے جب بغداد واپس ہوئے تو آپ کے تبحر اور وسعت علمی کو دیکھ کر کثیر تعداد میں علما و محدثین اور طلبہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور آپ کے علم سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

امام ابن ماکولا کہتے ہیں کہ دار السلام بغداد کو دار قطنی کے بعد خطیب بغدادی کی طرح کوئی دوسرا محدث نہ ملا، آپ کے تلامذہ اور اخذ حدیث کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ابوبکر برقانی، یہ آپ کے شیخ بھی ہیں، ابو نصر بن ماکولا، فقیہ نصیر، حمیدی، مبارک بن طیوری، ھبۃ اللہ بن اکفانی، زاہد بن یوسف بن ایوب ہمدانی۔ وغیرہ۔(سیر اعلام النبلاء)

سفر حج اور قبولیت دعا:

جس وقت آپ صور میں اپنے شیوخ کے پاس علمی تشنگی کو بجھا رہے تھے وہیں سے ایک قافلے کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کے لیے نکل پڑے اور وہیں سے احرام حج بھی باندھ لیا، شرف حج اور مناسک حج سے فراغت حاصل کی۔

اسی سال مشہور محدث ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بھی حج کے لیے گئے ہوئے تھے وہ علمی میدان میں مرجع خلائق بنے ہوئے تھے، اتفاق سے آپ کی ملاقات ہوگئی آپ نے شاگردی کی درخواست دی، انھوں نے قبول فرمائی اور آپ کو بہت احادیث سنائیں اور اجازت حدیث بھی دی۔

جب چاہِ زم زم سے آپ کا گزر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یاد آیا کہ حضور نے فرمایا: ماء زم زم لما شرب له. (بخاری) یعنی زم زم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ مقصد حل ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر تین چلو پانی پیا اور ہر چلو کے بعد ایک دعا مانگی:

اول: میں ایک ضخیم، مکمل تاریخ بغداد لکھ سکوں۔

دوم: میں شہر بغداد کی سب سے اعلیٰ اور مشہور مسجد "جامع منصور" میں درس حدیث دوں۔

سوم: مرنے کے بعد مقبرۂ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ میں، ان کے پہلو میں دفن ہونے کے لیے جگہ مل جائے

اللہ رب العزت نے آپ کی تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔ آپ نے مکمل تاریخ بغداد تصنیف فرمائی اور بادشاہ کی اجازت سے جامع منصور میں درس دیا اور مقبرہ بشر حافی میں مدفون ہوئے۔

استغنائے نفس:

فضل بن عمر نسوی بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں خطیب بغدادی شہر صور میں تھے میرا وہاں جانا ہوا تو ایک دن اتفاق سے جامع مسجد میں ان سے ملاقات ہوگئی۔ ان کی صحبت میں بیٹھے تھے کہ ایک علوی شخص آیا جس کے پاس دیناروں سے بھری ایک تھیلی تھی، اس نے وہ آپ کے سامنے رکھ دی اور بولا کہ رئیس نے آپ کو یہ دینار دیئے ہیں۔ انھیں آپ اپنی ضرورت میں استعمال کریں۔

آپ نے جواب دیا کہ مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں۔ وہ علوی کہنے لگا کہ شاید آپ ان کو تھوڑا سمجھ رہے ہیں اس لیے قبول نہ فرمائے یہ کہتے ہوئے اس نے پوری تھیلی مصلے پر پلٹ دی اور بولا: لیجیے یہ تین سو دینار ہیں۔ آپ منظر دیکھ کر غصے میں اٹھے اور مصلیٰ زمین پر جھاڑ دیا جس سے وہ دینار مسجد میں بکھر گئے اور آپ مسجد سے باہر نکل آئے۔

فضل نسوی کہتے ہیں کہ میں خطیب بغدادی کے استغنا اور علوی کا ذلت کے ساتھ دینار جمع کرنے کو آج تک نہ بھولا۔

آپ کا مقام علما کی نظر میں:

آپ کے مرتبہ علمی نے آپ کو اتنے بلند مقام پر پہنچا دیا کہ بڑے بڑے علمائے کرام بھی

آپ سے متاثر تھے اور آپ کی تعریف کرتے تھے۔

ابواسحاق شیرازی کہتے ہیں:

خطیب بغدادی میدان حدیث میں دارقطنی کے مثل تھے۔

حافظ ابوسعد سمعانی کا بیان ہے کہ آپ صاحب ہیبت و وقار تھے، ثقہ تھے۔ آپ کی تحریر بہت عمدہ تھی۔ مضبوط حافظہ کے مالک تھے اور خاتم الحفاظ تھے۔

امام رافع فرماتے ہیں:

انتهى إليه الحفظ والاتقان والقيام بعلوم الحديث .

(سير أعلام النبلاء،ج: ۱۸ ، ص: ۲۵۸)

امام ساجی کہتے ہیں کہ دارقطنی کے بعد شہر بغداد نے خطیب بغدادی سے بڑا حافظ حدیث پیدا ہی نہیں کیا۔

حافظ ابوفتیان فرماتے ہیں کہ خطیب، فن حدیث کے ماہر تھے، میں نے اس فن میں ان کا ثانی نہ دیکھا۔

آپ کے متعلق آیا ہے کہ ہر وقت مطالعہ کرتے رہتے حتیٰ کہ راستے میں بھی چلتے پھرتے کتاب ہاتھ میں رہتی تھی (سیر اعلام)

تصانیف:

آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔ ابن سمعانی نے ان کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے۔ (اللباب في تهذيب الانساب)

لیکن افسوس کہ آپ کے وصال کے بعد ان کا کافی حصہ ضائع ہو گیا بایں طور کہ وہ آتش کی زد میں آگیا۔ آپ ہر فن مولا تھے اس لیے مختلف علوم و فنون پر متعدّد کتابیں تحریر فرمائیں جن میں حدیث، علم حدیث، تاریخ، رجال حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب وغیرہ فنون قابل ذکر ہیں۔

حديث:

(١) الأماني

(٢) طريق حديث قبض العلم

(٣) حديث طلب العلم فريضة على كل مسلم

(٤) كتاب السنن

(٥) مسند أبى بكر الصديق

(٦) المسلسلات

(٧) الرباعيات

(٨) كتاب أطراف الموطا وغيره.

علم حديث:

(١) الكفاية في علم الرواية

(٢) الفصل للوصل المدرج في النقل

(٣) الاجازة للمعدوم والمجهول

(٤) الاسماء المهمة في الانباء المحكمة

(٥) التفصيل لمبهم المراسيل

(٦) التبيين لاسماء المدلسين وغيره .

تاريخ:

(١) تاريخ بغداد

(٢) مناقب الشافعي

(٣) مناقب احمد بن حنبل وغيره .

فقہ:

(۱) ابطال النكاح بغير ولى

(۲) اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة

(۳) الغسل للجمعة

(٤) القضاء بين اليمين والشاهد

(٥) الوضوء من مس الذكر وغيره.

اصول فقہ:

(۱) الفقه والمتفقه

(۳) الدلائل والشوهد على صحة العمل بخبر الواحد.

وفات:

آپ کی عمر ستر سال سے زائد ہو چکی تھی، اب بغداد واپس آئے اور ماہ رمضان میں علیل ہو گئے، آپ کافی مالدار تھے اورآپ کے اہل وعیال میں سے کوئی نہ تھا۔ اس لیے اب یہ فکر بھی لاحق ہوئی کہ اس مال کا کیا کیا جائے؟ تب بادشاہ سے اجازت لے کر تمام مال و دولت طلبا وعلما میں تقسیم کرادیا۔ آخر کار کافی علالت کے بعد، ۷۱ر سال کی عمر پاکر ۷ر ذی الحجہ ۴۶۳ھ میں وصال فرما گئے۔

آپ نے حج کے موقع پر یہ دعا مانگی تھی کہ مقبرہ بشر حافی میں، ان کے پہلو میں دفن ہونے کو مل جائے، لیکن اتفاق سے ایک بزرگ صالح ابو بکر بن زہرا نے پہلے سے ان کے پہلو میں اپنے لیے قبر تیار کر رکھی تھی، وہ روزانہ وہاں جاکر تلاوت کرتے اور ہر ہفتہ اس میں لیٹتے بھی تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ خطیب بغدادی نے وہاں دفن ہونے کی وصیت کی ہے۔ لیکن ان بزرگ نے منع کر دیا اور کہا: میں نے یہ اپنے لیے تیار کی ہے اس میں روزانہ

تلاوت کرتا ہوں اور لیٹتا بھی ہوں۔ پھر اس کے بعد ابو بکر احمد بن علی نے ان بزرگ کو بلا کر کہا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اپنی جگہ ان کو دے دو لیکن یہ بتاؤ کہ اگر حضرت بشر حافی باحیات ہوتے اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھے ہوتے تبھی خطیب بغدادی آکر تمھارے پیچھے بیٹھ جاتے تو کیا تم یہ پسند کرتے؟ بزرگ نے کہا کہ ہرگز پسند نہ کرتے بلکہ ان کو اپنی جگہ بٹھاتے تو انھوں نے فرمایا کہ بہتر ہوتا کہ آپ یہاں بھی ایسا ہی کرتے پھر وہ بزرگ راضی ہو گئے اور آپ کو وہاں دفن ہونے کی اجازت دے دی۔

نظام احسنی مصباحی
۴/ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ

سند کتاب

حافظ شیخ شمس الدین ابو حجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ دمشقی نے سن ۶۳۸ھ میں شہر حلب میں خبر دی۔

آپ نے فرمایا کہ ہم کو ابو طاہر برکات بن ابراہیم بن طاہر بن برکات خشوعی نے خبر دی، انھوں نے فرمایا کہ ہم کو فقیہ امین جمال الامنا ابو محمد ھبۃ اللہ بن احمد بن محمد اکفانی نے خبر دی۔

شیخ شمس الدین نے دوسری سند بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں شیخ ثقہ ابو محمد عبد الخالق عبد الوھاب بن محمد بن حسین صابونی نے خبر دی۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم کو قاضی شہید ابوالحسین محمد بن محمد بن حسین ابن الفرا نے خبر دی۔ ابو محمد ھبۃ اللہ اکفانی اور قاضی شہید ابوالحسین محمد دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم کو حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی (مصنف) نے خبر دی کہ حافظ خطیب بغدادی نے فرمایا:

خطبۂ کتاب

نَشْكُرُ اللهَ سُبْحَانَهُ عَلَى مَا أَلْهَمَنَا، وَنَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ لِلْعَمَلِ بِمَا عَلِمْنَا فَإِنَّ الْخَيْرَ لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِتَوْفِيقِهِ وَمَعُونَتِهِ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ مِنْ خَلِيقَتِهِ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، وَعَلَى إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى مَنِ اتَّبَعَ النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

ترجمہ: حافظ خطیب بغدادی نے فرمایا کہ ہم اللہ سبحانہ تعالی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں علم سے نوازا اور اس کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ اپنے عطا کردہ علم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، چوں کہ تمام خیر و بھلائی کو اسی کی توفیق و مدد سے حاصل کیا جاتا ہے اور جسے وہ بے راہ کر

دے تو ساری مخلوق میں کوئی اسے ہدایت نہیں دے سکتا ہے۔

اور اے اللہ! اولین وآخرین کے سردار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اور ان کے دوست انبیا و مرسلین اور جو ان پر نازل کردہ قرآن کی قیامت تک اتباع کرے ان تمام پر درود–وسلام نازل فرما۔

امابعد!

اے طالب علم! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ طلب علم میں نیت کو مخلص رکھ اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں کوشاں رہ۔ اس لیے کہ علم درخت ہے اور عمل اس کا پھل، جو اپنے علم پر خود عمل نہ کرے وہ عالم نہیں مانا جاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ علم والد اور عمل اس کی اولاد ہے اور علم تو وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور روایت وہ ہے جو درایت کے ساتھ ہو۔ لہذا جب تک تو علم سے خالی ہو تب تک اپنے عمل پر خوش نہ ہو اور جب تک عمل میں کوتاہ ہو اپنے علم سے خوش نہ ہو۔ ہاں دونوں کو جمع کر اگرچہ تھوڑا ہی میسر ہو۔

اس عالم سے کمزور کوئی چیز نہیں جس کے علم کو لوگوں نے اس کے غلط رویوں کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو اور اس جاہل سے کم تر کوئی چیز نہیں کہ لوگوں نے اس کی عبادت و ریاضت کی کثرت کو دیکھتے ہوئے جہالت کو حاصل کر لیا۔ تو کچھ علم اور کچھ عمل آخرت میں نجات بخشنے والا ہے جب اللہ پاک اپنا فضل فرمائے اور اپنے بندے پر نعمت کو مکمل فرمائے۔

اور رہا مدافعت، چھوڑنا، آسان پسندی، آزادی، چھوٹی چھوٹی باتوں کو ترجیح دینا، آرام و کشادگی کی طرف مائل ہونا تو ان تمام خصلتوں کا انجام برا اور ناپسندیدہ ہے۔

اور علم کا مقصد عمل ہے جس طرح عمل کا مقصد نجات ہے، لہذا جب علم عمل سے خالی ہو تو یہ عالم پر بوجھ بن جاتا ہے ہم ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جو اپنے ہی اوپر بوجھ بن جائے اور ذلت و خواری کا سبب بنے اور علم والے کی گردن میں طوق بن کر لٹک جائے۔

بعض حکما فرماتے ہیں کہ علم عمل کا خادم ہے اور عمل اس کی غایت و انتہا، چنانچہ اگر عمل نہ

ہوتا تو علم بھی مطلوب نہ ہوتا جس طرح بغیر علم کے عمل مطلوب نہ ہوتا اور لاعلمی کی بنا پر حق کو چھوڑ دینا میرے نزدیک اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

حضرت سہل بن مزاحم نے فرمایا کہ عالم پر معاملہ ننانوے گرہوں سے زیادہ تنگ ہے اور جاہل بھی جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہوگا لیکن اگر عالم اپنے حاصل کردہ علم پر عمل نہ کرے تو اس پر سخت عذاب ہوگا۔

شیخ نے فرمایا: سلف صالحین نے جو بھی بلند درجات حاصل کیے وہ مضبوط اخلاص، عمل صالح اور دنیا کی خوشگواری پر غالب آنے والے زہد و تقوی کے ذریعہ حاصل کیے اور حکما و فضلا بلند و بالا مراتب پر مستعد و پھرتی دکھا کر اور جو میسر ہو اس پر راضی رہ کر اور جو حاجت سے زائد ہو اس کو سائلین و حاجت مندوں پر خرچ کر کے پہنچے ہیں۔ کتابوں کو جمع کرنے والا سونے و چاندی کو جمع کرنے والے کے مانند ہے۔ بخل کرنے والا سونے چاندی پر بخل کرنے کی طرح ہے اور ان کی محبت میں ڈوبنے والا سونے چاندی کو جمع کرنے والا ہے۔ جس طرح مال اسی کو نفع بخش ہے جو اسے خرچ کرے یوں ہی علم بھی اسی کو نفع بخش ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔

پس انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور وقت کو غنیمت جانے اس لیے کہ قیام تھوڑا ہے، روانگی قریب ہے، راستہ خوفناک ہے، دھوکہ و فریب کاری غالب ہے، خطرہ سخت ہے، تنقید کرنے والا انکھیارا ہے اور اللہ تعالی کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔ اسی کی طرف پناہ ہے اور اسی جانب لوٹ کر جانا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

[الزلزال – پ: ۳– آیت: ۸۷]

ترجمہ: جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے وہ اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔



علم کا عملی تقاضا احادیث کی روشنی میں

☆عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَع: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ .

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے:

(۱) اس کی عمر کے بارے میں کہ کن چیزوں میں ختم کی (۲) اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا۔ (۳) اس کے مال کے بارے میں کہ اس کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔

اس حدیث کو ابو عبد اللہ صنابحی اور رجا بن حیوہ نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

☆عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: " يَا رَسُولَ اللهَّ مَا يَنْفِي حُجَّةَ الْجَهْلِ؟ قَالَ: «الْعِلْمُ» قَالَ: فَمَا يَنْفِي عَنِّي حُجَّةَ الْعِلْمِ؟ قَالَ: «الْعَمَلُ».

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسی چیز مجھ سے حجیت جہالت کو دور کرے گی۔ آپ نے فرمایا: "علم"۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجیت علم کو مجھ سے کونسی چیز دور کرے گی؟ آپ نے فرمایا: عمل۔

☆عَنْ شَيْخٍ، مِنْ كَلْبٍ يُكَنَّى بِأَبِي مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا يُحَدِّثُ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ،: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''كَيْفَ أَنْتَ يَا عُوَيْمِرُ إِذَا قِيلَ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَعَلِمْتَ أَمْ جَهِلْتَ؟ فَإِنْ قُلْتَ: عَلِمْتُ، قِيلَ لَكَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ؟ وَإِنْ قُلْتَ: جَهِلْتُ، قِيلَ لَكَ: فَمَا كَانَ عُذْرُكَ فِيمَا جَهِلْتَ؟ أَلَا تَعَلَّمْتَ؟''

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عویمر روز قیامت اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تجھ سے پوچھا جائے گا کہ تو عالم ہے یا جاہل؟ پس اگر تو کہے کہ میں عالم ہوں، تو پوچھا جائے گا کہ تو نے علم پر کتنا عمل کیا؟ اور اگر تو کہے گا کہ میں جاہل ہوں تو سوال ہو گا کہ تیرے جاہل رہ جانے اور علم نہ سیکھنے کا تیرے پاس کیا عذر ہے؟

☆عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَاعْمَلُوا بِهِ، وَعَلِّمُوهُ، وَلَا تَضَعُوهُ فِي غَيْرِ أَهْلِهِ، وَلَا تَمْنَعُوهُ عَنْ أَهْلِهِ»

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم سیکھو، اس پر عمل کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ اور نااہل کو علم مت دو اور اہل سے مت روکو۔

☆عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَعَلَّمُوا مَا شِئْتُمْ أَنْ تَعَلَّمُوا، فَلَنْ يَنْفَعَكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَعْمَلُوا بِمَا تَعْلَمُونَ».

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جتنا چاہو علم حاصل کر لو۔ اللہ عزوجل اس وقت تک نفع نہ دے گا جب تک تم اس پر عمل نہ کر لو۔

☆عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: «تَعَلَّمُوا مَا شِئْتُمْ أَنْ تَعَلَّمُوا، فَلَنْ یَنْفَعَکُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَعْمَلُوا بِمَا تَعْلَمُونَ».

ترجمہ: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہے جتنا علم حاصل کرلو اللہ پاک اس وقت تک اجر و ثواب عطا نہ فرمائے گا جب تک اس پر عمل نہ کرلو۔

☆حضرت یحی بن جعدہ سے مروی ہے کہ حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اے علم والو! اپنے علم پر عمل کرو۔ اس لیے کہ عالم وہی ہے جو عمل کرے اور عنقریب ایک قوم ہوگی جو علم حامل کی ہوگی لیکن ان میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کریں گے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے ہم نشیں پر غضبناک ہو گا کہ وہ کسی اور کے پاس بیٹھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال آسمان پر نہیں چڑھیں گے۔

☆حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

«تَعَلَّمُوا تَعَلَّمُوا فَإِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوا».

یعنی علم حاصل کرو، علم حاصل کرو اور جب حاصل کر چکو تو اس پر عمل بھی کرو۔

ابن منذر کی حدیث میں تَعَلَّمُوا ایک بار آیا ہے۔

☆ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! علم حاصل کرو اور جب علم حاصل کرلو تو اس پر عمل کرو۔

☆حضرت ابو عیاض بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس علم پر عمل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کے مانند ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔

☆امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے علم عابد کی عبادت لوگوں کے لیے قابل اعتماد نہیں اور نہ ہی بے عمل عالم کی بات قابل قبول ہے۔

آپ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ لوگ بے عمل عالم اور بے علم عابد کی بات قبول نہیں کرتے ہیں۔

☆عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ -: «الْعَمَلُ وَالْإِيمَانُ قَرِينَانِ لَا يَصْلُحُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا مَعَ صَاحِبِهِ».

ترجمہ: حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل اور ایمان دونوں ساتھی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں۔

☆ حضرت فرات بن سلمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک تو اس وقت تک عالم نہیں بن سکتا جب تک متعلّم نہ بنے اور تب تک متعلّم نہیں بن سکتا ہے جب تک اپنے علم پر عمل پیراں نہ ہو جائے۔

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ اے ابن آدم !اس طور پر عبادت کر کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھ اور مظلوم کی بد دعا سے بچ۔

☆عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: '' أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ -[۲۸]-: اعْمَلُوا وَأَنْتُمْ مِنَ اللهِ عَلَى حَذَرٍ، وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَعْرُوضُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ، وَأَنَّكُمْ مُلَاقُوا اللهَ لَا بُدَّ لَكُمْ مِنْ ذَلِكَ، {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} [الزلزلة: ۸]''.

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوف خدا دلوں میں رکھ کر عبادت کیا کرو۔ جان لو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے لائے جائیں گے اور تم اللہ عزوجل سے ملاقات کروگے اور یہ ہونا طے ہے، پس جو ذرہ برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔

☆ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم پورا کا پورا دنیا ہے۔ اور علم کی انتہا یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

☆ حضرت سہل بن عبد اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ تمام کے تمام مدہوش ہیں سوائے علمائے کرام کے اور تمام علما پریشان ہیں سوائے ان کے جو اپنے علم پر عمل پیراں ہیں۔

☆ آپ نے یہ بھی فرمایا: بغیر علم کے دنیا جہالت و موت ہے اور بغیر عمل کے علم صاحب علم کے خلاف حجت ہے اور بغیر اخلاص کے عمل کالعدم ہے اور اخلاص ایک عظیم خطرہ پر ہے یہاں تک کہ اس سے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اور فرماتے ہیں کہ علم دنیا کی ایک لذت ہے لیکن جب اس پر عمل کرے تو یہ آخرت کے لیے سرمایہ ہو جاتا ہے۔

☆ امام ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خواص کو فرماتے ہوئے سنا کہ علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے بلکہ عالم وہ ہے جو علم پر عمل کرے اور احکام شرع کی اقتدا کرے اگرچہ اس کے پاس تھوڑا ہی علم ہو۔

☆ امام احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ عباس بن احمد نے اللہ رب العزت کے اس ارشاد کے تحت فرمایا:

''وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا'' یعنی اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انھیں ضرور اپنی راہ دکھائیں گے یعنی اپنے علم پر عمل کرنے والوں کو ہم اس کی طرف ہدایت دیں گے جو وہ نہیں جانتے ہیں۔

☆ یوسف بن حسین فرماتے ہیں کہ دنیا میں دو قسم کی سرکشی ہے۔ ایک علم کی سرکشی اور دوسری مال کی، اور علم کی سرکشی سے نجات بخشنے والی چیز عبادت ہے اور مال کی سرکشی سے نجات بخشنے والی چیز اس سے بے رغبتی کرنا ہے۔

☆ مزید آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ادب کے ذریعہ تو علم کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور علم کے ذریعہ تیرا عمل درست ہوتا ہے۔ عمل کے ذریعہ تو حکمت کو پالیتا ہے اور حکمت کے ذریعہ زہد و عمل تقوی کو سمجھتا ہے اور اس کی توفیق سے نوازہ جاتا ہے اور زہد کے ذریعہ تو تارک الدنیا ہو جاتا ہے اور پھر

آخرت کی طرف رغبت کرنے لگتا ہے تب تواللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرلیتا ہے۔

☆ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو چاہتا کہ علم پر فخر محسوس کرے اور اس کو تیری طرف منسوب کیا جائے۔ اور تو اس کا اہل ہوجائے قبل اس کے کہ علم کا حق جو تجھ پر عمل کی شکل میں ہے وہ ادا کرے تو تجھ سے نور علم ختم ہوجائے گا، فقط رسم اور ظاہری صورت باقی رہ جائے گی اور وہ علم تیرے خلاف حجت ہوگا اس لیے کہ علم اس بات کا مقتضی ہے کہ تو اس پر عمل کرے اور کار خیر میں استعمال کرے، لہذا جب تو اس کے حقوق و مراتب میں صرف نہ کرے گا تو اس کی برکتیں بھی ختم ہوجائیں گی۔

☆ ابوعبداللہ روذباری فرماتے ہیں کہ جو علم کی راہ میں فقط حصول علم کی غرض سے نکلا تو اس کے لیے وہ علم نفع بخش نہ ہوگا اور جو علم کی راہ میں اس لیے نکلا کہ حاصل کرکے اس پر عمل کرے گا تو اسے تھوڑا علم بھی نفع بخش ہوگا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ علم عمل پر موقوف ہے اور عمل کا دار و مدار اخلاص پر ہے اور اخلاص معرفت باری تعالیٰ کا حامل بنادیتا ہے۔

☆ امام مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ بیشک بندہ جب عمل کی غرض سے علم حاصل کرتا ہے تو اس کا علم اسے متواضع اور منکسر المزاج بنادیتا ہے۔

☆ امام مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہترین علم وہ ہے جو نفع بخش ہے، یقینا اللہ تبارک و تعالیٰ علم کے ذریعہ اسی کو نفع دیتا ہے جو حصول علم کے بعد اس پر عمل کرتا ہے اور جو اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ پاک اسے اس کے علم سے نفع نہیں دیتا ہے۔

☆ حبیب بن عبید رحبی فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو، اس کی حفاظت کرو اور اس سے نفع حاصل کرو، اور اپنے ظاہر کو آراستہ کرنے کے لیے علم مت سیکھو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری عمر تم خود کو آراستہ ہی کرتے رہو (اور عمل نہ کرسکو) جس طرح آدمی کپڑوں سے سجتا ہے۔

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم جب تک اپنے علم پر عمل

نہ کرے تب تک جاہل ہے اور جب اپنے علم پر عمل پیراں ہوجائے تبھی وہ عالم ہے۔

☆آپ نے یہ بھی فرمایا: حصول علم کا مقصد اس پر عمل کرنا ہے اور علم توفقط عمل کا راستہ ہے اور فرمایا کہ لوگوں پر جس طرح علم حاصل کرنا ضروری ہے ایسے ہی اپنے حاصل کیے ہوئے پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن معتز نے فرمایا کہ علم بغیر عمل کے ایسے ہی ہے جیسے درخت بغیر پھل کے۔

مزید فرمایا کہ منافق کا علم اس کی زبان میں ہے اور مومن کا علم اس کے عمل میں ہے۔

☆محمد بن ابی علی اصبہانی نے اپنے بعض اصحاب کو یہ اشعار سنائے:

(ألف) اعمـل بعلمك تغنم أيّها الرجل

لا ينفع العلم إن لم يحسن العمل

ترجمہ: اے شخص اپنے علم پر عمل کر فائدہ میں رہے گا اور اگر عمل ہی اچھا نہ ہو تو علم بے سود ہے۔

(ب) والعلم زين و تقوى الله زينتُه

والمتقون لهـم في علمهم شغل

علم آراستگی ہے اور تقویٰ اس کی زینت ہے اور اربابِ تقویٰ اپنے علم پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

(ج) وحجة الله ياذا العلم بالغة

لا الـمكر ينـفع ولا الحيل

ترجمہ: اے دولت علم سے آراستہ! سن! اللہ کی حجت کامل واکمل ہے، اس میں کوئی بھی مکر وفریب اور حیلہ و بہانہ مفید نہیں۔

(د) تَعَلَّمِ العلمَ و اعمل ما استطعتَ به

لا يلهينـك عنـه اللـهو والجـدل

ترجمہ: علم حاصل کر اور حتی المقدور اس پر عمل کر اور کہیں لعب ولہو اور جھگڑا وفساد تجھے اس سے غافل نہ کردیں۔

(ہ) وعَلِّمِ الناس واقصد نفعَهُم أبدا

إيـاك إيـاك أن يعتـادك الـملـل

ترجمہ: لوگوں کو علم سکھا اور اس میں ہمیشہ انھیں کا نفع چاہ اور سنو آزردگی تم کو زیادتی پر امادہ نہ کرے۔

(و) وعـظ اخـاك برفـق عنـد زلتـه

فالعلم يعطف من يعتاده الزلل

ترجمہ: اور اپنے دینی بھائی کو غلطی پر نرمی سے نصیحت کر اس لیے کہ علم اسے بھی نرم کردیتا ہے جس کو لغزش زیادتی پر آمادہ کرے۔

(ز) إن تكن بين قوم لا خلاق لهـم

فأمر عليهم بمعروف إذا جهلوا

اگر تو ایسے لوگوں میں ہے جن میں کچھ بھلائی نہیں اور وہ ناواقف ہوں تو انھیں بھلائی کا حکم دے

(ح) فإن عصـوك فـراجعـهم بلا ضـجر

واصبر وصابر ولا يحزنك ما فعلوا

ترجمہ: پس اگر وہ تیرے حکم کو ٹالیں تب بھی تو کبیدہ خاطر ہوئے بغیر انھیں دوبارہ حکم دے، صبر کر اور صبر میں ان سے آگے بڑھ جا اور ان کا یہ عمل تجھے غمگین نہ کرے۔

(ط) فکل شاۃ برجلیھا معلقۃ
علیك نفسك ان جاروا و ان عدلوا

بیشک ہر بکری اپنے پیروں پر کھڑی ہے۔ اگر وہ ظلم وزیادتی اور حکم عدولی کریں تب بھی تو اپنے نفس پر قابو رکھ۔

☆عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيتها الامة وفى حديث اليزدى يا أيتها الامة إني لا أخاف عليكم فيما لا تعلمون ولكن انظروا كيف تعملون فيما تعلمون .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میری امت! (اور یزدی کی حدیث میں یا حرف ندا کے ساتھ ہے) مجھے ان چیزوں کے بارے میں تم پر خوف نہیں ہے جن چیزوں کا تمہیں علم نہیں مگر یہ غور کرو تم جن چیزوں کو جانتے ہو ان پر کتنا عمل کرتے ہو۔

☆ یونس بن میسرہ بن حلبس جیلانی فرماتے ہیں کہ حکمت کہتی ہے کہ اے ابن آدم! اگر تو مجھے تلاش کرنا چاہتا ہے تو صرف دو لفظوں میں پالے گا۔ وہ یہ ہے اپنے علم کے ذریعے بھلائی کر اور برائی سے باز رہ۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس چیز کا مجھے خوف ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے میرا رب بروز قیامت مجھ سے پوچھے گا کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

☆ حضرت مالک بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے زیادہ مجھے اپنے نفس پر اس چیز کا خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے گا کہ اے عویمر کیا تو نے علم حاصل کیا؟ میں عرض کروں گا "ہاں"، پھر پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ روز قیامت مجھ سے پوچھا جائے گا کہ اے عویمر! کتنا علم حاصل کیا؟ ہاں اس بات کا مجھے خوف ہے کہ مجھ سے کہا جائے گا اے عویمر تو نے اپنے علم پر عمل کتنا کیا؟

☆ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ایمان ظاہری زیب و زینت اور خواہشات کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان وہ ہے جو دلوں میں راسخ ہو اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔

نیز فرمایا: جس نے اچھی بات کہی اور خود اس پر عمل نہ کیا تو اللہ پاک اس کی اچھی بات کو قبول نہیں فرماتا ہے اور جس نے اچھی بات کہی اور اس پر عمل کیا تو اللہ پاک اسے قبول فرما کر اس کے اعمال بلند فرماتا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ ارشاد باری تعالی ہے:

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ ؕ. [پ:۲۲، س:فاطر، آیت:۲]

ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک کام اسے بلند کرتا ہے۔

☆ مبارک بن فضالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

''وَ كُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیۡ عُنُقِهٖ ؕ''. (پ:۱۵، س: بنی اسرائیل، آیت:۱۳)

ترجمہ: ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے میں لگا دی۔

اس ارشاد میں اس سے مراد علم ہے۔

☆ حضرت بشر بن حارث فرماتے ہیں کہ علم کا فضل و کمال یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے پھر اس کے بعد اس کے ذریعہ بلندی حاصل کی جائے۔

مزید فرمایا کہ علم اس کے لیے فائدہ مند ہے جو اس پر عمل کرے اور جو عمل نہ کرے تو علم اس کے لیے نقصان دہ ہے اور ایسا علم صاحب علم کے خلاف حجت ہو گا۔

☆ حفص بن حمید فرماتے ہیں کہ میں داؤد طائی کی بارگاہ میں ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ وہ بہت نیکوکار تھے۔

توانھوں نے فرمایا کہ بھلا بتاؤ جب کوئی شخص جنگ کا ارادہ کرے؟ جب وہ ان آلات کو جمع کرنے میں ہی ساری عمر گزار دے گا تو جنگ کب کرے گا؟

پھر فرمایا: بیشک علم عمل کا آلہ اور ذریعہ ہے، جب بندہ حصول علم میں ہی ساری زندگی گزار دے گا تو عمل کب کرے گا؟

☆ حضرت ابو عبید بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن ادریس نے فرمایا: اے ابو عبید! اگر کسی وجہ سے تم علم حاصل نہ کر سکو تو عمل کو بھی مت چھوڑ دینا۔

☆ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہمارے نزدیک زاہد وہ ہے جو علم حاصل کرکے اس پر عمل کرے اور اللہ پاک پر یقین رکھے۔ اس سے ڈرے۔ اگر تنگ دستی کی حالت میں شام کرے تو اللہ پاک کی حمد وثنا کرے اور اگر آسائش اور خوشحالی میں صبح کرے تو اللہ کا شکر ادا کرے تو حقیقت میں وہی زاہد ہے۔



یہ باب ہے اس پر سختی کے بیان میں جو علم کے مطابق عمل نہ کرے اور مقتضائے علم کے خلاف عمل کرے

☆عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، فِيمَا أَعْلَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَيْلٌ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ، وَوَيْلٌ لِمَنْ عَلِمَ ثُمَّ لَا يَعْمَلُ ثَلَاثًا».

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرابی اس کے لیے جو علم حاصل نہ کرے۔ اور خرابی اس کے لیے جو علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے۔ آپ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔

نیز حضرت عباس کے آزاد کردہ غلام سلیمان بن ربیع اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ ان کی حدیث میں سات مرتبہ ارشاد فرمانے کا ذکر ہے۔

☆عَنْ سُلَيْكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِذَا عَلِمَ الْعَالِمُ وَلَمْ يَعْمَلْ كَانَ كَالْمِصْبَاحِ يُضِيءُ لِلنَّاسِ، وَيَحْرِقُ نَفْسَهُ».

ترجمہ: حضرت سلیک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو علم حاصل کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے تو اس چراغ کے مانند ہے جو خود کو جلاتا ہے اور لوگوں کو روشنی دیتا ہے۔

☆عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِي يُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَيَنْسَى نَفْسَهُ كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُضِيءُ لِلنَّاسِ وَيَحْرِقُ نَفْسَهُ».

ترجمہ: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عالم کی مثال جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا ہو اور خود کو بھول جاتا ہو اس چراغ کے مانند ہے جو خود کو جلاتا ہے اور لوگوں کو روشنی دیتا ہے۔

☆عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اطَّلَعَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوا: بِمَا دَخَلْتُمُ النَّارَ وَإِنَّمَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ بِتَعْلِيمِكُمْ؟ قَالُوا: إِنَّا كُنَّا نَأْمُرُكُمْ وَلَا نَفْعَلُ''.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت سے ایک گروہ اہل جہنم کے ایک گروہ پر مطلع ہوگا تو اہل جنت کہیں گے کہ تم جہنم میں کیوں گئے؟ جب کہ تم نے ہمیں جو علم سکھایا اس کے سبب ہم تو جنت میں داخل ہو گئے۔ تب اہل جہنم کہیں گے کہ ہم تم کو (بھلائی کا) حکم دیتے اور خود اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ولید بن عقبہ سے بھی مروی ہے، سلیمان نے کہا کہ اس حدیث کی روایت ابو خالد سے ابو بکر داہری کے سوا کسی نے روایت نہیں کی اور اس میں زہیر متفرد ہیں

☆ حضرت شقیق بن سلمہ نے فرمایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے بات کیوں نہیں کر لیتے ہو؟ تو انھوں نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے صرف وہی باتیں کرتا ہوں جو تم سنتے ہو؟ یقیناً ہم نے اپنے معاملہ میں کسی برائی کا دروازہ کھولے بغیر ان سے بات کر لی ہے۔ لہٰذا میں پسند نہیں کرتا کہ اب برائی کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص میں بنوں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا فرمان سننے کے بعد کسی سے یہ کہوں گا کہ تم لوگوں میں سب سے بہتر ہو اگرچہ وہ حاکم ہی ہو۔

پوچھا گیا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا جس سے اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو لوگوں کو بھلائی کا

حکم دیتا تھا اور برائی سے روکتا تھا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! میں لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا اور برائی سے لوگوں کو روکتا تھا اور خود اس سے باز نہیں رہتا۔

☆ حضرت منصور بن زاذان سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ کچھ لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو ان کی بدبو سے جہنمیوں کو تکلیف ہوگی تو ان سے پوچھا جائے گا تمھارا برا ہو، تم کیا کرتے تھے؟ کیا ہم جس مصیبت میں تھے وہ ہمیں کافی نہیں کہ تم سے اور تمھاری گندگی سے ہمیں مزید تکلیف دی گئی۔ تو ایک شخص کہے گا کہ میں ایک عالم تھا لیکن میں نے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ وہ شخص مسکین ہے جس کا علم اس کے خلاف حجت ہو اور اس کی زبان جھگڑالو ہو، اس کی سمجھ اس کے عذر میں قطعیت کو پہنچی ہوئی ہو۔

☆ کسی سے پوچھا گیا تم علم کیوں نہیں طلب کرتے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میرے علم کے دشمن بہت ہیں، اب میں مزید بڑھانا نہیں چاہتا ہوں۔

☆ حضرت سری بن مغلس سقطی فرماتے ہیں کہ تو جتنا زیادہ علم حاصل کرے گا تیرے خلاف حجت اتنی ہی پختہ ہوتی جائے گی۔

☆ حضرت ابوالحسین محمد بن احمد بن سمعون واعظ فرماتے ہیں: جو شخص اس علم کا حق ادا نہ کرے جو علم اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا تو وہ علم اس کے خلاف حجت ہوگا اور اس کے لیے وبال جان بن جائے گا۔

☆عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللّٰہَ تَعَالَى يُعَافِي الْأُمِّيِّينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا لَا يُعَافِي الْعُلَمَاءَ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض معاملات میں جاہلوں کو معاف فرمادے گا لیکن علما کو نہ بخشے گا۔

☆ خطیب بغدادی نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر محمد بن عبداللہ کی کتاب کے اوپر یہ اشعار

لکھے دیکھے:

(۱) إذا العلم لم تعمل به كان حجة
عليك ولم تعذر بما انت حامل

ترجمہ: اگر تو علم پر عمل نہ کرے تو وہ تیرے خلاف حجت ہوگا اور جب تو اس کا حامل ہے تو تیرا اعذر بھی قبول نہ کیا جائے گا۔

(۲) فإن كنت قد أبصرت هذا فإنما
يصدق قول المرء ما هو فاعل

تو اگر تو یہ بات جانتا ہے (تو ٹھیک ہے) کیوں کہ آدمی کے قول کی تصدیق اس کا فعل کرتا ہے۔

☆امام شعبی فرماتے ہیں کہ کاش میں نے اہل علم سے کچھ بھی حاصل نہ کیا ہوتا۔

☆ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: کاش میں نے کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا ہوتا، کاش میں اپنے علم سے برابر سرابر چھٹکارہ حاصل کر لیا ہوتا کہ نہ وہ میرے حق میں مفید ہوتا اور نہ ہی میرے خلاف حجت ہوتا۔

☆سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: اگر علم تیرے لیے مفید نہیں تو مضر ہوگا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ علم کے نفع نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو نے علم پر عمل کر کے اس سے نفع حاصل نہ کیا تو وہ تیرے خلاف حجت ہوگا۔

☆ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹے! جب تک تجھے یہ یقین نہ ہو کہ اپنے علم پر عمل کر پائے گا تب تک اسے حاصل مت کر۔

☆امام مالک بن دینار نے فرمایا کہ میں نے حکمت کی باتوں میں اس بات کو پایا کہ جس علم کی بابت تجھے یہ یقین نہ ہو کہ اس کے حصول کے بعد اس پر عمل کر پائے گا تو اس علم کو حاصل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

پس اس کی مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کیں اور ان کا گٹھر باندھا پھر جب اٹھا نہ سکا تو دوسروں کے بھروسے انھیں چھوڑ کر چلا گیا۔

☆ حضرت سفیان ثوری نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عالم اور ایک عابد تھا، عالم نے عابد سے کہا کہ تمھارے لیے کون سی چیز مانع ہے کہ تم میرے پاس آکر علم حاصل کرو جب کہ تم لوگوں کو دیکھتے ہو کہ وہ میرے پاس آتے ہیں؟ عابد نے کہا میں نے تھوڑا سا علم حاصل کر لیا ہے اسی پر عمل کر رہا ہوں جب وہ ختم ہو جائے گا تب تمھارے پاس آجاؤں گا۔

☆ مصنف فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ محمد بن علی صوری نے مجھے یہ اشعار سنائے:

(۱) کم الی کم أغدو إلی طلب العلم
مُجِدًّا فی جمع ذالك حفيّا

ترجمہ: میں علم کی طلب میں جدو جہد اور بھرپور کوشش کرتے ہوئے یہاں وہاں ننگے پاؤں پھرتا رہا۔

(۲) طالبا منه كل نوع و فن
وغريبٍ ولستُ أعمل شيئا

تاکہ تمام علوم وفنون اور نادر ونایاب علوم حاصل کر سکوں لیکن میں ان پر عمل کچھ بھی نہ کر سکا۔

(۳) واذا كان طالب العلم لا يعـ
ـمل بالعلم كان عبدا شقيا

اور اگر طالب علم اپنے علم پر عمل نہ کرے تو وہ بدبخت بندہ ہے۔

(٤) إنّما تنفع العلومُ لمن كان
بها عاملا وكان تقيا

علم اسی کو فائدہ دیتا ہے جو اس پر عمل کرے اور پرہیزگار ہو۔

☆ حضرت عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا ﷺ نے آسمان کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا تو انصار کے ایک شخص نے جس کا نام زیاد بن لبید ہے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! علم اٹھالیا جائے گا۔ حالانکہ وہ تو محفوظ ہو چکا اور دلوں میں محفوظ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو تمہیں مدینہ کا بڑا فقیہ سمجھتا تھا پھر آپ نے یہود و نصاریٰ کی تورات و انجیل کے متعلق ضلالت و گمراہی کا ذکر فرمایا۔

جبیر بن نفیر راوی حدیث نے فرمایا: میں شداد بن اوس سے ملا اور ان کو عوف بن مالک کی یہ حدیث سنائی تو انھوں نے کہا کہ عوف نے سچ کہا اور کیا میں تم کو ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے پہلے اٹھالی جائے گی؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں تو انھوں نے فرمایا کہ وہ خشوع ہے، کیوں کہ تو کسی میں خشوع نہ پائے گا۔

☆حفص بن حمید سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا:

ایک مالدار شخص تھا وہ جس عالم کے بارے میں سنتا اس کے پاس طلب علم کے لیے چلا جاتا۔ اس نے سنا کہ فلاں جگہ ایک عالم دین ہیں، وہ وہاں جانے کے لیے کشتی پر سوار ہو گیا، اس میں ایک عورت بھی بیٹھی تھی، اس عورت نے پوچھا: اے شخص تمھارا فلاں جگہ کیا کام ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں طلب علم کا شوق رکھتا ہوں، میں نے سنا کہ فلاں جگہ ایک عالم دین ہیں۔ انھیں کے پاس جا رہا ہوں، عورت نے کہا: اے شخص! جتنا تیرے علم میں اضافہ ہو رہا ہے اتنا اضافہ تیرے عمل میں بھی ہو رہا ہے یا تو صرف اپنے علم میں اضافہ کر رہا ہے اور عمل موقوف ہے؟ تو فورا وہ شخص متنبہ ہوا، لوٹ آیا اور اپنے علم پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے لگا۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ ایک شخص طلب علم کی غرض سے نکلا تو راستے میں اس کے سامنے ایک پتھر آیا جس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر دیکھ تو عجیب چیز دیکھے گا اور عبرت حاصل کرے گا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے پتھر پلٹا تو اس میں لکھا تھا:

'' أنت بما تعلم لا تعمل کیف تطلب مالا تعلم ؟''

یعنی تو جس چیز کو جانتا ہے اس پر تو عمل نہیں کرتا تو جو نہیں جانتا اس کو کیوں طلب کرنے میں لگا ہے؟

اسی وقت وہ شخص واپس لوٹ آیا۔

☆ حضرت عطا نے فرمایا کہ ایک شخص ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کے لیے بار بار آتا جاتا تھا اور آپ اس کو بتاتی تھیں تو ایک دن جب وہ کچھ پوچھنے آیا تو ام المومنین نے اس سے کہا: اے بیٹے کیا تم نے جو مجھ سے سنا اس پر عمل کیا؟ عرض کیا: اے امی جان! واللہ! میں نے عمل تو نہیں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹے! تب اپنے اور ہمارے خلاف حجت کو کیوں بڑھا رہے ہو؟

حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ کسی بات کا نہ سننا اس سے بہتر ہے کہ اسے سن کر اس پر عمل نہ کیا جائے۔

☆ امام ابو حازم نے فرمایا کہ لوگ علم سے زیادہ عمل اور قول سے زیادہ فعل کو پسند کرتے ہیں۔

☆ ابن عون نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ علم سے مکمل طور پر چھٹکارا حاصل کر لوں۔ (یعنی وہ نہ ہمیں فائدہ دے اور نہ نقصان)

☆ ابو قطن نے کہا کہ امام شعبہ نے فرمایا: کہ علم ہی وہ چیز ہے کہ میں سب سے زیادہ جس کا خوف کھاتا ہوں اور جس کے سبب رب تعالیٰ جہنم میں داخل فرمائے گا۔

☆ قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ جب بندہ برے کام کرتا ہے تو اس برے کام کی وجہ سے اتنا علم بھی فراموش کر دیتا ہے۔

☆ حضرت جعفر سے مروی ہے کہ امام مالک بن دینار نے فرمایا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ بیشک اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے عالم کی وعظ و نصیحت دلوں سے ایسے پھسل جاتی

ہے جس طرح چکنے پتھر سے پانی کے قطرے پھسل جاتے ہیں۔

☆ محمد بن عباس یزیدی نے فرمایا کہ ابوالفضل ریاشی نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

(۱) ما من روى علما ولم يعمل به
فيكفّ عن وتغ الهوى باديب

جو علم کی روایت کرے اور خود عمل نہ کرے کہ وہ اسے نفسانی خواہش سے روکے ہلاکت سے کیسے بچ سکتا ہے؟

(۲) حتى يكون بما تعلّم عاملا
من صالح فيكون غير مَعِيْب

یہاں تک کہ وہ اپنے سیکھے ہوئے علم پر عمل کرے تو اب وہ بے عیب ہو جائے گا۔

و لقلما تجدى إصابة صائب
اعماله اعمال غير مصيب

اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ درست بات کرنے والے کی درستگی اسے فائدہ دے جس کے اعمال درست نہ ہوں۔



(باب)

یہ باب ہے اس علم کی مذمت میں جو فخر، جھگڑا، حصول دنیا اور بدلہ لینے کے لیے حاصل کیا جائے۔

☆عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ يُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، أَوْ يَصْرِفَ وُجُوهَ النَّاسِ، فَلَهُ مِنْ عِلْمِهِ النَّارُ».

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے اس لیے علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ علما سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی جانب کرے تو وہ اپنے ہی علم کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔

نیز اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: فليتبوأ مقعده من النار. یعنی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

☆عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ''قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا يُبْتَغَى» يَعْنِي: بِهِ وَجْهَ اللهِ «لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي رِيحَهَا''.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علم بغرض رضائے الٰہی حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کو کسی نے دنیوی اغراض کے لیے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

☆ ہشام بن حسان نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ جس نے آخرت کو پانے کے لیے علم حاصل کیا تو وہ اسے پالے گا اور جس نے حصول دنیا کی غرض سے حاصل کیا وہ اس کا دنیا میں ہی حصہ ہے۔ امام زہری نے فرمایا کہ اس کا دنیا میں یہی حصہ ہے۔

☆ حضرت وہیب بن ولا علماے سو کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ برے عالم کی مثال اس پتھر کی سی ہے جو آب پاش کی نہر میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ نہ ہی پانی پیئے اور نہ ہی پانی کی جگہ خالی کرے کہ درخت اس سے لہلہا جائیں، علماے سو لوگوں کو نصیحت کریں تو یوں کہتے ہیں: اے اللہ کے بندو! ہم تمہیں انبیاے کرام اور سلف صالحین کی باتیں بتا رہے ہیں ان کو سنو اور ہمارے برے اعمال پر نظر مت کرو کہ ہم آزمائش میں ڈالے گئے ہیں، لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے تھے، لیکن خواہش یہ ہوتی تھی کہ ان کو اپنے قبیح اور شنیع اعمال کی جانب دعوت دیں تو وہ لوگ بھی ان علماے سو کے ساتھ اس میں جائیں گے۔

☆ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: اے علماے سو! تم نے دنیا اپنے سروں پر اٹھالی ہے اور آخرت کو قدموں کے نیچے کچل دیا ہے، تمھارے اقوال شفا ہیں اور تمھارے اعمال بیماری و ہلاکت ہیں، تمھاری مثال داخلی درخت کے مانند ہے جو دیکھنے والے کو گرویدہ بنالیتا ہے اور کھانے والے کو مار دیتا ہے۔

☆ حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: اے دنیا کے غلامو! تمھارے لیے خرابی ہو جس طرح اندھے کو سورج کی روشنی کام نہیں آئی کہ وہ اس روشنی میں بھی نہیں دیکھ سکتا ہے اسی طرح بے عمل عالم کو کثرت علم کام نہ آئے گی، کتنے ہی ایسے پھل دار درخت ہیں جن کے تمام پھل قابل انتفاع نہیں ہوتے اور نہ ہی کھائے جاتے ہیں، کتنے ہی ایسے علما ہیں جو اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں لہذا ایسے جھوٹے علما سے بچو جو صوفیت کے لبادے میں ملبوس ہوتے ہیں اور اپنے سروں کو زمین میں جھکائے ہوئے مکھیوں کی طرح کنکھی مار کر دیکھتے ہیں۔ ان کے اعمال ان کے اقوال کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی مثال کانٹوں

سے انگور اور درخت حنظل سے انجیر چننے کے مانند ہے۔ یوں ہی ایسے عالم کی بات جھوٹا ہی نتیجہ دے گی۔ بیشک جب اونٹ کا مالک باندھ کر نہ رکھے تو وہ اپنے وطن اول میں چلا جاتا ہے اور ایسا علم کہ صاحب علم اس پر عمل نہ کرے تو اس کے سینہ سے نکل جاتا ہے اور اس کو خالی کر دیتا ہے۔ بیشک فصل پانی اور مٹی سے سیراب ہوتی ہے یوں ہی ایمان علم و عمل سے درست رہتا ہے۔ اے دنیا کے غلامو! تمھارے لیے خرابی ہو، یقیناً ہر شئ کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے جس سے وہ شئ متعارف ہوتی ہے اور اس کے حق میں یا اس کے خلاف حجت ہوتی ہے۔ یقیناً دین کی تین علامتیں ہیں جن کے ذریعہ دین کی پہچان ہوتی ہے: وہ ایمان، عمل اور علم ہیں۔



(باب)

یہ باب ہے اس پر وعید کے بیان میں جس نے صرف آواز اور حفظ کے لیے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کر کے طلب اجر کے لئے نہ پڑھا۔

☆ سلیمان بن یسار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ متعدّد لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ناتل بن قیس نے عرض کی اے ابو ہریرہ! مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جس کا فیصلہ ہوگا وہ ایک شہید ہوگا اللہ پاک اسے بلا کر اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جب وہ جان لے گا تو اللہ پاک اس سے فرمائے گا کہ تونے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ اللہ فرمائے گا تونے جھوٹ کہا، بلکہ تو اس لیے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے تو تجھے دنیا میں کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

ایک دوسرے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا، اور قرآن پڑھا، اللہ پاک اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جب وہ جان لے گا تو فرمائے گا کہ تونے اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم حاصل کیا اور تیری رضا کی خاطر قرآن سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا، اللہ پاک فرمائے گا تونے جھوٹ کہا۔ تونے علم اس لیے سیکھا کہ تو عالم کہا جائے اور قاریٔ قرآن کہا جائے۔ پھر حکم دیا جائے گا تو اسے منھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک تیسرے شخص کو لایا جائے گا جس کو اللہ پاک نے ہر طرح کے مال و دولت سے

نوازا ہو گا تو اسے اللہ پاک اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جب وہ جان لے گا تو فرمائے گا: تونے ان مالوں کا کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے پسندیدہ راستہ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تونے جھوٹ کہا تونے ایسا اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہا گیا پھر حکم دیا جائے گا تو اسے منھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

☆ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچوں اور غلاموں نے قرآن سیکھا جو نہ اس میں سامنے سے آتے ہیں اور نہ ہی اس کی تاویل جانتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ"۔ (سورۃ ص: آیت ۲۹)

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔

تو اس کی آیتوں میں غور و فکر کرو۔ فکر کرنے سے کیا مراد ہے؟ بیشک اس سے مراد اس پر عمل کرنا ہے اور یقیناً قرآن پاک کے سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا جو اس کی اتباع کرنے والا ہو گا، اگرچہ وہ قاری نہ ہو۔

کوئی کہتا ہے کہ اے فلاں آؤ میں تم کو قرآن پڑھا دوں پس جب تک ایسے قاری قرآن ہوں گے تب تک صاحب حلم اور حکما میں ان کا شمار نہ ہو گا، اللہ پاک ان جیسوں کی تعداد نہ بڑھائے۔

حضرت ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ قرآن پڑھتا ہے تو اس کا صرف پڑھنا تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے۔ بے شک وہ بھی کلام ہے جیسے ہم کلام کرتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھو کہ اس پر عمل کون کر رہا ہے۔



(باب)

یہ باب ہے قرآن پاک کے الفاظ و حروف کو یاد کر کے اس کے احکام کو ضائع کرنے کی مذمت میں

☆عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَتْلُوَ الْقُرْآنَ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن پر عمل نہ کیا تو گویا کہ اس نے سیکھا ہی نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ جب جب کٹ رہے تھے فورا اپنی حالت پر آ جا رہے تھے تو میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطبا ہیں جو دوسروں کو حکم دیتے تھے اور خود عمل نہ کرتے تھے اور قرآن پاک کو پڑھ کر بھی اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

☆ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روز قیامت قرآن پاک ایک آدمی کی شکل و صورت میں لایا جائے گا، پھر ایک شخص کو پیش کیا جائے گا جس نے قرآن حفظ کیا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا۔ تب قرآن پاک خصم بن کر اس کے سامنے آئے گا اور کہے گا کہ اے رب کریم! تو نے اس کو میرا حامل بنایا لیکن یہ کیا ہی برا حامل

تھا کہ اس نے حدود کو پار کیا، فرائض کو ضائع کیا۔ میری نافرمانی کی اور اطاعت کو چھوڑ دیا۔ قرآن پاک اس کے خلاف حجت قائم کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر منھ کے بل گھسیٹتا ہوا جہنم میں ڈال دے گا۔

پھر ایک دوسرے شخص کو لایا جائے گا جس نے قرآن پاک حفظ کیا اور اس کے احکام کی پابندی بھی کی۔ قرآن اس کے سامنے بھی خصم بن کر آئے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب کریم! تو نے اس کو میرا حامل بنایا تو اس نے میرے حدود کی پابندی کی، فرائض پر عمل کیا، میری نافرمانی سے بچتا رہا اور اطاعت میں کوشاں رہا۔ مسلسل قرآن اس کی نصرت وحمایت میں دلائل پیش کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا یہاں تک کہ اسے دبیز ریشم کا لباس پہنائے گا اور اس کے سر پر تاج شاہی رکھے گا اور شراب طہور کا پیالہ پلائے گا۔

☆ حضرت بکر بن خنیس نے فرمایا: بیشک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے ہر روز جہنم سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور اس وادی میں ایک کنواں ہے جس سے وادی اور جہنم ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہیں اور اس کنویں میں ایک سانپ ہے جس سے کنواں، وادی اور جہنم ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہیں۔ تو حاملین قرآن کے فسق وفجور کے سبب اس سانپ کی ابتدا ان سے کی جائے گی۔ وہ عرض کریں گے اے رب تعالی بتوں کی عبادت کرنے والوں سے پہلے بھی ہم سے شروعات کی گئی تو ان سے کہا جائے گا کہ جاننے والا نہ جاننے والے کی طرح نہیں ہے۔ (یعنی جاننے کی وجہ سے زیادہ اور پہلے عذاب دیا جائے گا۔)

☆ حضرت ابو سختیانی فرماتے ہیں کہ فسق وفجور میں ملوث رہنے والے قاری سے بڑا کوئی خبیث نہیں ہے۔

☆ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ کھلے طور پر فسق وفجور کرنے والے سے زیادہ مجھے فاسق وفاجر قاری کا خوف ہے کہ یہ اس سے بڑھ کر ہے۔

☆ قاضی فضیل بن عیاض نے فرمایا: بیشک قرآن پاک اس لیے نازل ہوا کہ اس پر عمل کیا جائے لیکن لوگوں نے اس کے پڑھنے کو ہی عمل سمجھ لیا۔ پوچھا گیا کہ اس پر عمل کرنے کا کیا مطلب ہے؟

آپ نے فرمایا: قرآن کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانے اور حرام کردہ چیزوں کو حرام جانے۔ اس کے احکام کو بجالائے، اس کے نواہی سے باز رہے، عجیب وغریب اور انوکھی چیزوں پر توقف کرے۔

☆ حضرت ابورزین سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے زیر ارشاد "یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ" یعنی وہ قرآن پاک کی کماحقہ تلاوت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کماحقہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

نیز اسی طرح حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کے ارشاد: "یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ" کے تحت فرمایا کہ اس سے مراد کماحقہ اتباع کرنا ہے۔



(باب)

بغیر عمل کے علم دین حاصل کرنے کی مذمت

☆امام اوزاعی نے فرمایا: بیان کیا جاتا ہے کہ خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو بغیر عبادت کے دین حاصل کرتے ہیں اور صرف شبہات کی بنا پر حرام چیزوں کو حلال سمجھ لیتے ہیں۔

☆ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک علماے بنی اسرائیل کی خامیاں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: تم دین کے لیے اور اس پر عمل کے لیے نہیں پڑھتے ہو، آخرت کے عوض دنیا خریدتے ہو، بھیڑوں کی کھالیں پہن کر خود کو بھیڑیوں سے چھپاتے ہو، اپنی شراب سے گندگی دور کرتے ہو، پہاڑوں جیسی حرام چیزوں کو نگل جاتے ہو اور یوہی پہاڑوں کی مثل لوگوں پر دین کو بوجھل کر دیتے ہو اور انگلیاں اٹھنے کے سبب ان کی مدد بھی نہیں کرتے ہو (دکھاوے کے لیے) نمازوں کو لمبا کرتے اور سفید لباس میں ملبوس رہتے ہو، یتیموں اور بیواؤں کا مال غصب کر لیتے ہو۔ مجھے میری عزت و جلالت کی قسم میں نے تمہیں ایسے فتنے میں مبتلا کیا جس میں ہر صاحب رائے کی رائے اور حکیم کی حکمت ناکام ہو جاتی ہے۔

☆ امام شعبی نے فرمایا کہ یقیناً ہم فقیہ نہیں ہم نے تو بس حدیثوں کو سنا اور روایت کر دیا، ہاں فقہاوہ ہیں جو علم حاصل کرتے ہیں تو اس پر عمل کرتے ہیں۔

☆ امام اوزاعی فرماتے ہیں: جب اللہ تعالی کسی قوم سے برائی چاہتا ہے تو اس پر جدل و فساد کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اس سے عمل کو روک لیتا ہے۔

☆ حضرت معروف بن فیروز کرخی فرماتے ہیں: اللہ تعالی جب کسی بندے کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے عمل کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جھگڑا و فساد کے دروازے بند کر دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی چاہتا ہے تو اس کے لیے جھگڑا و فساد کا دروازہ کھول دیتا ہے اور بابِ عمل کو بند کر دیتا ہے۔

☆ ابو نعیم فضل بن دکین فرماتے ہیں کہ میں امام زفر کے پاس گیا، اس وقت وہ مرض الموت میں تھے تو انھوں نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے ابو نعیم! میں چاہتا ہوں کہ میں جس حالت میں رہوں تسبیح کرتا رہوں۔



(باب)

یہ باب ہے فخر کے لیے طلب حدیث، مجلس منعقد کرنے اور اپنی روایت کے ذریعہ اپنے متبعین واصحاب بنانے کی مذمت میں

☆ حضرت سیار سے مروی ہے کہ حضرت عائذ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو خود کو محدث کہلانے کے لیے طلب حدیث میں لگا رہے وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

☆ خالد بن حارث ہیجمی فرماتے ہیں کہ ابن شبرمہ سے کہا گیا کہ حدیث سناؤ تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ وہ فرمانے لگے کہ لوگ مجھ پر اجر عظیم اور عوض کثیر کے ذریعہ احسان دکھانے کی بات کرتے ہیں۔ کاش میں اس سے بالکل نجات پاجاتا۔

☆ حضرت بکر جو امام اوزاعی کے اصحاب حدیث سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امام اوزاعی نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

کم من حریص جامع جاشع . لیس بمنتفع و لا نافع .

ترجمہ: کتنے ہی ایسے ہیں جو میدان علم کے شہسوار اور اس میں نہایت کمال رکھتے ہیں لیکن وہ نہ خود علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

☆ حضرت ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم طبری فرماتے ہیں میں نے فضیل بن عیاض کو فرماتے سنا کہ اگر تو مجھ سے دینار کا مطالبہ کرے تو یہ میرے لیے آسان ہو گا اس سے کہ تو حدیث سنانے کا مطالبہ کرے۔ ابو یعقوب نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے مفید حدیثیں سنا دیں جو میرے پاس نہ ہوں تو میں اس کو آپ سے دینار لینے سے زیادہ پسند کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو آزمایا

جائے گا۔ بخدا اگر تو اس پر عمل کرے جو تو نے سنا ہے تو اس میں تیرے لیے مشغولیت ہو جائے گی اس سے جو نہ سنا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلیمان بن مہران کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تیرے سامنے کھانا ہو جس کو تو کھا رہا ہو۔ اب اس میں سے ایک ایک لقمہ لیتا جا اور پیٹھ پیچھے پھینکتا جا تو کیا تو اس سے شکم سیر ہو گا؟

☆ حضرت عبید اللہ بن عمر قواریری فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ کے رضائی بھائی کو دیکھا کہ وہ قاضی فضیل بن عیاض کے پاس جا کر بولا: کیا تمھاری برائی کے لیے یہ کافی نہیں کہ جو تمھارے گھر میں ہے اسے چھوڑ کر تم یہاں وہاں حدیث کے لیے جاتے ہو۔

☆ خالد بن خداش کہتے ہیں مجھ سے فضیل بن عیاض نے فرمایا: تم سفیان کے پاس جاتے ہو؟ عرض کی ہاں! فرمایا کہ کتنا اچھا ہے وہ شخص اگر محدث نہ ہوتا۔

☆ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ تم نے علم حدیث کیوں حاصل کیا تو میں جواب نہ دے سکوں گا۔

☆ امام غلابی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سفیان بن عیینہ سے کسی حدیث کی سند کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: تمہیں حدیث کی سند سے کیا مطلب؟ اس حدیث کا حکم تو تم تک پہنچ گیا۔ اس پر عمل کرنا تم پر لازم ہو گیا۔

☆ خلاد بن یزید ارقط کہتے ہیں کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر تمھارے پاس کوئی جاہل آئے جو طلب علم کی چاہت بھی نہ رکھتا ہو اور آپ کا پڑوسی صرف آپ کے علم پر ہی اکتفا کرے تو آپ ان کے لیے کافی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے وادی سے کنکریاں اکٹھا کیں پھر ان کو انگلی سے توڑ دیا اور فرمایا کہ تم نے نصف علم حاصل کر لیا اور باقی نصف کے حصول کے لیے آئے ہو۔ بھلا بتاؤ اگر آپ سے پوچھا جائے کہ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ اگر تم سچ سچ جواب دو گے تو نفی میں دو گے پھر تم سے کہا جائے کہ یہ جو تم جمع کر کے اپنی جان پر

بوجھ بنا رہے ہو اس کی کیا ضرورت ہے ؟ جاؤ جو حاصل کر چکے ہو پہلے اسی پر عمل کرو۔

☆ ابن حماد یا کسی دوسرے شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ عالم کون ہے تو آپ نے فرمایا عالم وہ ہے جو ہر ہر حدیث کا حق ادا کرے۔ (یعنی اس پر عمل کرے)

☆ عبید اللہ بن موسی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سفیان ثوری نے فرمایا: کاش میں حدیث کا علم حاصل نہ کرتا اور کاش میرے ہاتھ یہاں سے کاٹ دیئے جاتے، نہیں بلکہ یہاں سے اور شانہ کی جانب اشارہ کیا۔ اس کے بعد پھر مونڈھے تک اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہاں سے کاٹ دیئے جاتے۔

☆آپ نے مزید فرمایا: لوگ صرف حدیث پڑھ کر خوش ہو گئے اور اس پر عمل نہ کر سکے۔

☆ شعیب بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے حدیث سننے کی درخواست کی تو انھوں نے فرمایا: پہلے سیکھے ہوئے پر عمل کرو اس کے بعد آنا تب میں آپ کو حدیث سناؤں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ لوگ گناہوں سے اپنے لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ آؤ کپڑوں کا میل دھولو۔

☆ یحی بن سعید نے فرمایا کہ روز قیامت مجھے سفیان ثوری کے متعلق کسی چیز کا اندیشہ نہیں سوائے ایک چیز کے کہ وہ طلب حدیث کے خواہاں ہیں۔

☆ امام ابن عوف فرماتے ہیں کہ کاش میں علم سے بالکل نجات پالیتا کہ نہ اس سے نقصان ہوتا اور نہ فائدہ۔

☆ امام شعبہ نے فرمایا: میں کسی ایسی چیز میں مشغول نہیں ہوں جس کے متعلق مجھے یہ اندیشہ ہو کہ اللہ تعالی مجھے جہنم میں ڈالے گا سوائے حدیث کے۔ امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے یہ قول ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ: یہ بات معلوم ہے کہ امام شعبہ عمل میں مخلص تھے۔

☆ امام شبابہ کہتے ہیں کہ میں امام شعبہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت وہ مرض الموت میں تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو بسطام یہ کیا جزع و فزع ہے! آپ کو

بشارت ہو؛ اس لیے کہ اسلام میں آپ کا ایک عظیم مقام ہے۔ تو انھوں نے فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، اور بولے کہ کاش میں حمام کے لیے لکڑیاں جلانے والا ہوتا اور حدیث کا علم حاصل نہ کیا ہوتا۔

☆ محمد بن ہارون حربی کا بیان ہے کہ راستہ میں بشر حافی سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے طلب حدیث اور محدثین سے روکا اور کہا کہ میں یحی بن سعید قطان کے پاس آیا تو مجھے یہ خبر پہنچی کہ انھوں نے فرمایا: میں اس جوان سے محبت کرتا ہوں اور نفرت بھی کرتا ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں اس کی دینداری کے سبب محبت کرتا ہوں اور طلب حدیث کے سبب نفرت کرتا ہوں۔

☆ حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ اگر تو حدیث سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو زیادہ طلب حدیث مت کر اور نہ ہی محدثین کی مجلس میں بیٹھ۔

☆ اسحاق بن ضیف کہتے ہیں کہ مجھ سے بشر بن حارث حافی نے فرمایا:

تم میرے ساتھ بہت بیٹھے اور مجھے تمھاری ضرورت بھی تھی چوں کہ تم محدث ہو، مجھے اندیشہ ہے کہ تم میرے دل کو درستگی سے ہٹا دو گے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اب تم میرے پاس نہ آؤ۔ اسحاق بن صیف کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس نہ گیا۔

☆ حضرت بشر حافی نے یہ بھی فرمایا کہ کہاں میں اور کہا حدیث۔ کہاں میں اور کہاں حدیث۔ بیشک حدیث تو آزمائش ہے، مگر اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے۔

مزید یہ بھی کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں طلب حدیث سے منع کرتا ہوں۔ سنو میں کہتا ہوں کہ حدیث سے افضل کوئی چیز نہیں ہے اگر طالب حدیث اس پر عمل کرے اور اگر عمل نہ کر سکے تو ترک طلب ہی افضل ہے۔

☆ محمد بن یوسف جوہر کہتے ہیں کہ میں نے بشر حافی سے عرض کی کہ میرا بصرہ جانے کا ارادہ ہے، کیا آپ کا سلام ابوالولید طیالسی کو پہنچا دوں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ابوالولید کو بھی موت آئے گی اور

تم بھی مرنے والے ہو، کیا یہ چاہتے ہو کہ کہا جائے کہ فلاں نے حدیث سنی ہے، ہاں تم نے سنی ہے لیکن یہ دیکھو کہ جو بھی تم نے سنا ہے اگر اس پر عمل نہ کیا تو یہ روز قیامت وبال جان بن جائے گا۔

☆ ابو الولید طیالسی نے ایک دن فرمایا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ حدیثیں لینا چاہتے ہیں لیکن جسے اللہ رب العزت کا خوف ہو اور اس سے ڈرے تو اس کے لیے تھوڑی حدیثیں بھی کافی ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی مسند کو جمع کرتا ہے تا کہ لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرے۔

☆ امام احمد بن جنبل سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بکثرت حدیثیں لکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ احادیث پر کثرت سے عمل کرنا کثرت طلب سے بہتر ہے، پھر فرمایا کہ علم کے راستے مال کے راستوں کے مانند ہیں کہ مال جب زیادہ ہو جاتا ہے تو اس کی زکات بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

☆ ابراہیم بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ ہم حفظ حدیث کے لیے اس پر عمل کر کے مدد چاہتے تھے۔



(باب)

علم نحو کو تکبر اور دکھاوے کے لیے سیکھنے کی مذمت

☆ حضرت قاسم بن مخیمرہ فرماتے ہیں کہ علم نحو حاصل کرو، کیوں کہ اس کی ابتدا مشغولیت ہے۔ اور انتہا تکبر ہے۔

☆ امام مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ تو ایسے شخص سے ملے گا جس کے ایک حرف میں بھی غلطی نہ ہوگی لیکن اس کا سارا عمل خراب ہوگا۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ ہم نے کلام تو درست کر لیا اب اس میں لحن و خطا نہیں کرتے لیکن اعمال کو خراب کر لیا ہے اب انھیں درست نہیں رکھ پاتے ہیں۔

☆ امام صولی کہتے ہیں کہ بعض زاہدین نے فرمایا: ہم جاہل نہیں لیکن جہالت کی آڑ میں علم کا چہرہ مسخ کرتے ہیں۔ ہم اپنے کلام میں تو لحن اور غلط بات کو پسند نہیں کرتے ہیں لیکن عمل میں لحن اور غلطی کی پروا نہیں کرتے ہیں۔

☆ حضرت نصر بن علی نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے خلیل بن احمد کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ رب تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کونسی چیز نے تمہیں نجات دی؟ تو فرمایا: اللہ رب العزت نے جو طاقت و قوت اور بلند و بالا عظمت والا ہے۔ پھر پوچھا؟ آپ نے اپنے علم (نحو، عروض، ادب و شعر) کو کیسا پایا؟ تو فرمایا: میں نے اسے ھباء اور گرد و غبار کی طرح بے معنی پایا۔

☆ ابوبکر احمد بن سلیمان کہتے ہیں کہ بلال بن علا باہلی نے ہمیں اپنے یہ اشعار سنائے:

(۱) سیبلی لسان کان یعرب لفظة

فيا ليته من وقفةِ العرض يسلم

کسی لفظ کی ترکیبِ نحوی کرنے والی زبان تو جلد ہی فنا ہو جائے گی، کاش! میدانِ حشر میں وہ وقت حساب سالم و محفوظ رہے۔

(۲) وما ينفع الاعراب ان لم يكن تقى

وماضر ذا تقوى لســـان معجّم

اگر وہ پرہیزگار نہ ہو تو الفاظ کی درستگی اس کو نفع نہ دے گی اور پرہیزگار کے لیے عجمی زبان بھی ضرر رساں نہیں ہے۔

☆ محمد بن مثنی سمسار فرماتے ہیں کہ ہم حضرت بشر بن حارث حافی کے پاس تھے اس وقت عباس بن عبد اللہ عمری بھی موجود تھے، وہ رؤسائے مسلمین سے تھے، انھوں نے کہا اے ابو نصر (بشر حافی) آپ نے قرآن پڑھا اور حدیثیں بھی لکھی ہیں تو عربی کیوں نہیں سیکھ لیتے تاکہ اعرابی غلطی کو جان سکو پھر غلطی نہ کرو۔ تو انھوں نے فرمایا کہ اے ابو الفضل مجھے یہ کون سکھائے گا تو کہا: میں۔ فرمایا: سکھاؤ! ابو الفضل عباس نے کہا کہ کہو: ''ضرب زيد عمرا'' تو بشر نے کہا اے بھائی! زید نے عمرو کو کیوں مارا؟ تو کہا: اے ابو النصر اس نے مارا نہیں ہے، یہ ایک اصول ہے جو اسی لیے وضع کیا گیا ہے تو بشر حافی نے فرمایا کہ اس کی ابتدا ہی جھوٹ پر ہے۔ لہذا مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

☆ اسماعیل بن ابی اویس فرماتے ہیں کہ مالک بن ابی عامر کے پاس ایک بلند رتبہ شخص آیا جو ریشمی لباس میں ملبوس تھا۔ اس سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کلام کیا جس میں آپ نے کچھ اعرابی خطا کی۔ تو اس نے کہا کہ کیا ان کے والدین کا حق نہیں کہ دو درہم خرچ کر کے ان کو علم نحو کی تعلیم دلوا دیں؟ پس امام مالک نے اس کی بات کو سن کر فرمایا کہ اے شخص اگر تو جان لے کہ کون سا لباس تیرے لیے حلال اور کون سا حرام ہے تو یہ ''ضرب عبد الله زيدا'' اور ''ضرب زيد عبد الله'' کو جاننے سے بہتر ہے۔



(باب)

علم کو آخرت کے لیے دستاویز بنانے کا بیان

☆ حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے کہ حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر فرماتے تھے کہ اے بھائی! عمل میں کوشاں رہ۔ پس اگر معاملہ ایسا ہوا جیسا ہم اللہ رب العزت کی رحمت سے امید لگائے ہیں تب جنت میں ہمارا مقام بلند ہوگا اور اگر معاملہ سخت ہوا جس کا ہمیں خوف ہے اور جس سے پناہ مانگتے ہیں تب ہم یہ نہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں دوبارہ بھیج دے تاکہ جو اعمال کیے ان سے اچھے اعمال کریں بلکہ یہ کہیں گے کہ ہم نے عمل تو کیا لیکن نفع نہ دیا۔

☆ حضرت سفیان نے فرمایا کہ ایک شخص نے محمد بن منکدر اور قبیلہ قریش کے ایک آدمی سے کہا کہ عمل میں کوشش کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو روز قیامت اگر معاملہ تمھاری امید کے موافق ہوا تو تمھارے لیے فضل و کرم ہوگا اور اگر معاملہ تمھارے خلاف ہوا تو اپنے نفس پر ملامت مت کرنا۔

☆ یحیی بن حمید روایت کرتے ہیں کہ محمد بن نصر حارثی نے اپنے ایک بھائی کو کہا کہ اے بھائی! تو ابتدائی منزل میں ہے اور تیرے سامنے دو منزلیں ہیں جن میں سے تیرے لیے ایک کو اپنا مسکن بنانا ضروری ہے اور تو سکون میں نہیں ہے کہ مطمئن ہو جائے اور نہ تیرے لیے چھٹکارہ ہے کہ تو عاجزی ظاہر کر دے۔ والسلام



(باب)

نیک اعمال ہی زاد آخرت اور نفع بخش خزانہ ہیں

☆ صالح بن مری سے مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرنے کے بعد قبر میں مومن کا دارو مدار اس کے اعمال پر ہوتا ہے لہذا اگر اعمال نیک ہوں گے تو وہ بخیر وعافیت رہے گا اور اگر اعمال برے ہوں گے تو وہ بری حالت میں رہے گا۔

اے لوگو۔ اللہ پاک تم پر رحم فرمائے۔ فرصت میں نیک کاموں کی طرف سبقت کرو۔

☆ حضرت مجاہد نے اللہ پاک کے ارشاد: ''و لا تنس نصيبك من الدنيا .''(اور دنیا میں اپنا حصہ مت بھول) کی تفسیر میں فرمایا کہ دنیا میں تیرا حصہ تیری عمر ہے کہ تو اس میں آخرت کے لیے نیک اعمال کر۔

☆ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ تورات شریف میں تھا' ''کما تدین تدان وکما تزرع تحصد''یعنی جیسا کرو گے ویسا ہی تمھارے ساتھ کیا جائے گا اور جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

☆ حضرت عبد الرحمن اصمعی اپنے چچا کے حوالے سے بیاں کرتے ہیں کہ انھیں بصرہ کے ایک شخص نے یہ اشعار سنائے:

(۱) فما لك يوم الحشر شيء سوى الذى
تزودته قبل الممات الى الحشر

روز قیامت کچھ بھی تیرے ہاتھ آنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جو تو نے دنیوی زندگی میں آخرت کے لیے بطور توشہ جمع کیا۔

(۲) إذا أنت لم تزرع وابصرت حاصدا

ندمت على التفريط فی زمن البذر

جب تونے کچھ بویا نہیں اور دیکھا کہ کوئی کھیتی کاٹ رہا ہے تو اس وقت تو بیج بونے کے وقت کی اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہوگا۔

☆حضرت سفیان یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

(۱) إذا أنت لم ترحل بزاد من التقى

ولاقيتَ بعدَ الموتِ من قد تزوّد

ندمت على أن لا تكون كمثله

وانك لم ترصد بما كان ارصدا

جب تو توشۂ تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ اس دنیا سے نہ گیا اور بعد موت اس سے ملے جو توشہ آخرت ساتھ لے گیا۔ تب تجھے ندامت اور پشیمانی ہوگی کہ تو اس کے مثل نہ ہو سکا اور نہ ہی تو نے وہ جمع کیا جو اس نے کیا۔

☆حضرت حسن بصری صبح و شام یہ شعر پڑھتے تھے۔

يسرُّ الفتى ماكان قدَّم من تقى

إذا عرف الداء الذي هو قاتله

ترجمہ: آدمی جب اپنی ہلاک ہونے والی بیماری کو جان لیتا ہے۔ تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال صالحہ کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

☆یحیی بن معین نے فرمایا:

وإذا افتقرت إلى لذخائر لم تجد

ذخرا يكون كصالح الأعمال

جب تو خزانوں کو تلاش کرے گا تو اعمال صالحہ کی طرح کوئی خزانہ نہ پائے گا۔



(باب)

جوانی، صحت اور موقع کو غنیمت جاننے اور اسباب کے منقطع ہونے سے پہلے ہی ان میں سبقت کرنے کا بیان

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْفَرَاغُ وَالصِّحَّةُ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحت اور فرصت دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں۔

☆عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: ''اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ،وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ''.

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جان ۔ بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو، بیماری سے پہلے اپنی صحت کو، محتاجی سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔

☆ حضرت سعید جریری بیان کرتے ہیں کہ حضرت غنیم بن قیس نے فرمایا: ابتداے اسلام سے ہم یہ نصیحت کرتے چلے آرہے ہیں کہ اے ابن آدم! اپنی مشغولیت کے لیے اپنی

فرصت میں کام کر۔ اور بڑھاپے کے لیے جوانی میں، اور بیماری آنے سے قبل حالت صحت میں، اور آخرت کے لیے دنیا میں اور موت کے لیے زندگی میں ہی انتظام کر۔

☆ شیخ احمد بن طوسی فرماتے ہیں کہ میں نے محمود بن حسن سے یہ اشعار سنے:

(١) بادر شبابك أن يهرما
وصحة جسمك أن يسقما

بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں اعمال میں جلدی کر اور بیماری سے پہلے صحت میں۔

(٢) و أيام عيشك قبل الممات
فما دهر من عاش أن يسلما

موت سے پہلے زندگی میں اعمال میں سبقت کر اس لیے کہ کسی زندگی والے کا زمانہ (زوال وفنا سے) محفوظ نہیں۔

(٣) و وقت فراغك بادر به
ليالي شغلك في بعض ما

اور وقت فرصت نیک اعمال میں سبقت کر اور رات کے بعض کاموں میں مصروفیت کے وقت۔

(٤) وقدّم فكل امرئ قادم
على بعض ما كان قد قدّما

اور اپنے نیک اعمال کو آگے بھیج اس لیے کہ ہر شخص نے جو آگے بھیجا وہ اسے پائے گا۔

☆ امام اعمش نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو قاضی شریح کے بارے میں یہ کہتے سنا کہ انھوں نے اپنے بعض پڑوسیوں کو خالی گھومتے دیکھا تو پوچھا کہ کیا ہوا! تم لوگ ایسے گھوم رہے ہو تو ان لوگوں نے عرض کی کہ آج ہم لوگ فرصت وفراغت میں ہیں۔ تو قاضی شریح نے فرمایا: کیا فرصت والے شخص کو گھومنے کا حکم دیا گیا ہے؟

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم نے فرمایا:

أشد الناس حسابا يوم القيامة المكفى الفارغ .

ترجمہ:قیامت کے دن سب سے سخت حساب صحت منداور خالی رہنے والے کا ہوگا۔

نیزاسی طرح حضرت معاویہ بن قرہ سے بھی مروی ہے۔

☆ محمد بن واسع ازدی سے مروی ہے کہ حضرت ابودرداء نے حضرت سلمان فارسی کے پاس خط لکھ کر بھیجا۔

''ابودرداء کی جانب سے سلمان فارسی کی طرف''

اے بھائی اپنی صحت اور خالی وقت کو غنیمت جان قبل اس کے کہ آپ کو مہلک مصیبت آگھیرے۔

☆یحیٰ بن حمید نے فرمایا کہ امام اوزاعی نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

امابعد:

اے بھائی تو ہر جانب سے گھرا ہوا ہے اور وہ ہر دن تیرے ساتھ رہتا ہے تو اللہ کے حضور حاضر ہونے سے ڈر۔

☆ حضرت عطابن مسلم کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری کے ساتھ مسجد حرام میں تھا۔انھوں نے فرمایا: اے عطا!ہم بیٹھے ہیں اور دن اپنا کام کررہا ہے۔ تومیں نے عرض کی کہ ہم ان شاء اللہ بھلائی میں ہوں گے۔آپ نے فرمایا:ہاں،لیکن پہل کرنا ضروری ہے،پھر مجھ سے فرمایا اے عطا!بے شک بندہ مومن اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے جو اللہ رب العزت نے اس کے لیے جنت تیار فرمائی ہے اور خواہش رکھتا ہے کہ اس کے لیے کوئی خوف وگھبراہٹ درپیش نہ ہو جس سے وہ گزررہا ہو۔

☆ ابن سماک حضرت ابوبکر نہشلی کے پاس حاضر ہوئے تو دیکھا کہ بازار میں سر سے اشارہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے،تو تعجب سے کہا سبحان اللہ!اس حالت میں بھی نماز۔توابوبکر نہشلی نے فرمایا کہ اے ابن سماک میں اپنے اعمال جمع کرنے میں جلدی کررہا ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب راحت واطمنان میں ہو تو تقرب الی اللہ کے لیے دو رکعت نماز کو غنیمت جان اور جب کوئی بری بات کہنے کا ارادہ ہو تو اس کی جگہ تسبیح پڑھ!

☆ ابو احمد منصور بن محمد ازدی اعلانیہ یہ فرماتے تھے کہ نیک بختی کے ایک لمحہ کو بھی حقیر مت جان جس میں تو تھوڑی سی بھی عبادت کر سکے۔ اس لیے کہ زندگی موت کے لیے ہے اور خواہشات تو دھوکہ ہیں اور معاملہ بس ایک آن سے دوسری آن کا ہے۔

☆ عبداللہ بن محمد بن ابی دنیا نے مجھے ابو عبید اللہ احمد بن ایوب کے یہ اشعار سنائے:

(١) اغتنم في الفراغ فضل ركوع

فعسى ان يكون موتك بغته

وقت فرصت عبادت کو غنیمت جان، کیا پتہ تیری موت اچانک ہی آجائے۔

(٢) كم صحيح رأيت من غير سقم

ذهبت نفسه الصحيحة فلته

کتنے ہی صحت مندوں کو دیکھا ہو گا جو بیمار نہیں ہوئے لیکن ان کی صحت انھیں اچانک چھوڑ گئی۔

☆ خطیب بغدادی (مصنف) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو الولید سلیمان بن خلف اندلسی نے یہ اشعار سنائے:

(١) إذا كنت أعلم علما يقينا

بأن جميع حياتي كساعة

(٢) فَلِمَ لا أكون ضنينا بها

واجعلها في صلاح وطاعة

ترجمہ: جب میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی ایک آن کی طرح ہے تو کیوں نہ میں اس کی خواہش رکھوں اور کیوں نہ اسے طاعت وعبادت میں گزاروں۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطی کو فرماتے سنا کہ تو کسی بھی گزرے دن کو نہیں پا سکتا ہے پس جب یہ معاملہ ہے تو اس کی اہمیت کو سمجھ۔

☆ حضرت سعید بن سالم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت روح بن زنباع نے گرمی کے دنوں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین ایک مقام پر قیام فرمایا۔ جب صبح کو کھانا کھانے کا ارادہ کیا تبھی ایک چرواہا پہاڑ سے اتر آیا۔ انھوں نے اس سے کہا:

اے چرواہے! آؤ کھانا کھالو تو اس نے جواب دیا کہ میں روزے سے ہوں، آپ نے فرمایا: اتنی شدت کی گرمی میں تم روزہ رکھتے ہو؟ اس نے کہا: تو کیا میں اپنے دنوں کو ایسے ہی برباد کر دوں؟ یہ سن کر حضرت روح نے فرمایا: اے چرواہے یقیناً تو نے اپنے ایام میں حرص سے کام لیا اور روح بن زنباع نے ان کو گنوا دیا۔

☆ یوں ہی بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ایک شخص کو سخت گرمی کے ایام میں کھانے کی دعوت دی تو اس نے جواب دیا کہ میں روزے سے ہوں تو ان لوگوں نے تعجب سے کہا کہ اتنی شدت کی گرمی میں روزے رکھتے ہو؟ اس نے کہا: تو کیا میں اپنے ایام کو یوں ہی برباد کر دوں۔

☆ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ چند لوگوں نے ایک شخص کو کھانے کی دعوت دی تو اس نے کہا: روزے سے ہوں۔ تب لوگوں نے کہا کہ آج کھالو، کل روزہ رکھ لینا۔ اس نے جواب دیا: ''و من لی بغد'' یعنی میرے کل کا کون ذمہ دار ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن معتز فرماتے ہیں کہ جو بھی موقع میسر ہو اس کی قدر کر، کل کا انتظار نہ کر اس لیے کہ آنے والے کل کا ذمہ دار کون ہے؟

☆ امام عالی مقام، امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرمایا کرتے تھے کہ ہر دن کچھ نہ کچھ نیک کام کر، ہدایت پا جائے گا۔

☆ حضرت ہشام سے مروی ہے کہ حضرت حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ اے نوجوانو! عبادت کرو اس لیے کہ اصل عبادت تو جوانی میں ہی ہوتی ہے۔

☆ محمد بن حفص قرشی فرماتے ہیں کہ ایک حکیم نے اپنے جوان دوست کو لکھا:

امابعد!

یقینا میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ جوانی میں ہی انتقال کر جاتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ بزرگ بہت کم تعداد میں ہیں۔

☆ حضرت ضحاک بن مزاحم نے فرمایا کہ عبادت کرو اس سے پہلے کہ عبادت کرنے کے قابل ہی نہ بچو۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آج ہی عبادت کروں۔ چوں کہ کل اس کی طاقت نہ رہ سکے گی۔

☆ امام داؤد طائی کے گھرانے کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوسلیمان سے عرض کی کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ہمارے اور آپ کے مابین ایک رشتہ ہے۔ لہذا آپ مجھے وصیت فرمادیجیے۔ یہ سن کر ابوسلیمان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا کہ اے بھائی! یقیناً شب و روز ایسی منزل ہیں کہ جن کو لوگ آہستہ آہستہ طے کرتے جارہے ہیں یہاں تک کہ اپنی زندگی کی آخری منزل کو طے کر لیتے ہیں تو اگر تجھ سے ہو سکے تو ہر روز اپنے آگے کی ایک منزل کو طے کر لے اس لیے کہ سفر زندگی بہت جلدی ختم ہونے والا۔ اور معاملہ اس سے بھی زیادہ جلدی کا ہے تو زادِ آخرت جمع کر اور جہاں تک ہو سکے احکام کی بجاآوری کر۔ میں کسی چیز کو نہیں جانتا جو اس سے زیادہ ضرر دینے والی ہو، اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

☆ اسحاق بن ابراہیم بن سُنین نے فرمایا کہ عمر بن محمد بن احمد نے مجھے یہ اشعار سنائے:

أنت في غفلة الامل	ليست تدرى متى الأجل
لا تغرنك صحة	فهي من أوجع العلل
كل نفس ليومها	صبحة تقطع الأمل
فاعمل الخير و اجتهد	قبل ان تمنع العمل

ترجمہ: تو امید کی غفلت میں غوطہ زن ہے، تو نہیں جانتا کہ کب موت آجائے۔

تیری صحت تجھے دھوکے میں نہ ڈالے، اس لیے کہ یہ سب سے دردناک بیماری ہے۔
اور ہر شخص کے لیے صبح ہوتی ہے۔ جو اس کی امید کو کاٹ دیتی ہے۔
لہذا بھلائی کر اور اس میں کوشاں رہ قبل اس کے کہ عمل ہی تجھ سے روک دیا جائے۔
☆ محمد بن احمد بن بَرا کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن محمد اشعری نے یہ اشعار سنائے:

(١) مضى امسك الماضى شهيدا معدّلا
وأصبحت في يوم عليك شهيد

تیرا گزشتہ دن گزر گیا اور وہ تجھ پر شاہد عدل تھا اور تو نے ایسے دن کی صبح کی جو تجھ پر گواہ ہے۔

(٢) فإن كنت بالامس اقترفت إساءةً
فَثَنِّ بإحسان وأنت حميد

پس اگر تو نے گزشتہ کل برے کام کیے ہیں تو آج بھلائی کر لے تاکہ تو لائق تعریف ہو جائے۔

(٣) ولا تُرْجِ فعلَ الخير يوما إلى غدا
لعل غدا ياتى وانت فقيد

آج کے کار خیر کو کل پر مت ٹال، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ کل آئے اور تو ہو ہی نہ۔

(٤) فيومك ان اعتبته عاد نفعه
عليك وماضي الامس ليس يعود

تو اگر آج نیک کام کرے گا تو اس کا نفع تجھی کو پہنچے گا اور گزرا ہوا دن تجھ تک واپس نہ آئے گا۔

☆ حضرت ولید بن صالح سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور نے فرمایا کہ جس کے دو دن یکساں رہیں تو وہ گھاٹے میں ہے اور جس کا آنے والا کل آج کے دن سے بدتر ہو تو وہ ملعون ہے اور جو اپنا ہی نقصان نہ جان سکے وہ خسارے میں ہے اور جو خسارے میں ہے اس کے لیے موت بہتر ہے۔



(باب) : تسویف کا بیان

☆ حضرت عمر بن مالک سے مروی ہے کہ ابو جوزا نے فرمایا کہ جس نے کسی کام کو کل پر ٹالا تو وہ حد سے بڑھنے والا ہے۔

☆ ابو اسحاق نے فرمایا کہ عبد قیس کے ایک شخص سے کہا گیا کہ وصیت کر تو اس نے کہا کہ کسی کام کو کل پر ڈالنے سے بچو۔

☆ حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: کام کو کل پر مت ڈال اس لیے کہ تو آج کا مالک ہے کل کا نہیں اور اگر کل تجھے نصیب ہو جائے تو کل بھی ایسے ہی رہ جیسے آج ہے۔ لیکن جب آئندہ آنے والا کل نہ پا سکے تو جن چیزوں میں کوتاہی کی ان پر شرمندہ مت ہو۔

☆ حضرت ابو جلد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے: سوف (کسی کام کو کل پر ڈالنا) ابلیس کا ایک گروہ ہے۔

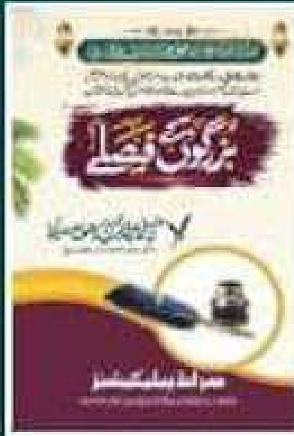
☆ یوسف بن اسواط کہتے ہیں کہ محمد بن سمرہ نے مجھے ایک خط لکھا: اے میرے بھائی! تو اپنے دل و جان کو ٹال مٹول کا حکم مت دے اس لیے کہ یہ بوجھ کا باعث اور ہلاکت کا مقام ہے، اس سے امیدیں منقطع ہوتی ہیں اور اس میں مدتیں گزر جاتی ہیں۔

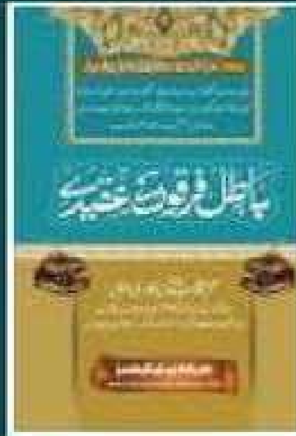
لہٰذا اس کے واپس لوٹنے کے وقت تک تیرا نفس تیرے بدن کو فائدہ نہ دے گا۔ اے بھائی! جلدی کر کہ تیری موت کی جلدی کی گئی ہے اور کوشش کر کہ معاملہ کوشش کرنے کا ہے۔ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور اپنی سابقہ کوتاہیوں، گناہوں اور برے کاموں کو یاد کر۔ اس لیے کہ وہ تمام کے تمام ثابت ہو کر لکھے جا چکے ہیں اور تجھ کو اچانک موت آنے والی ہے تو نے جو آگے بھیجا اس پر رشک کر یا اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہو۔

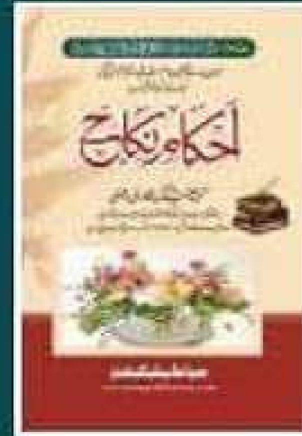
آخر الکتاب والحمد للہ وحدہ وصلوتہ علی محمد وآلہ وسلم

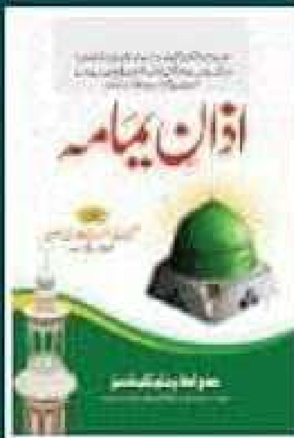
تمت با لخیر

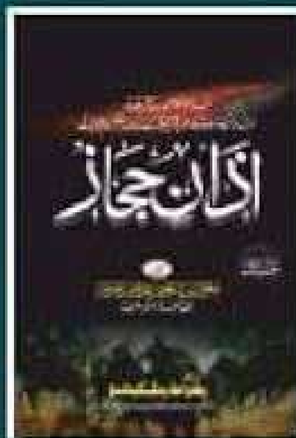
ہماری مطبوعات

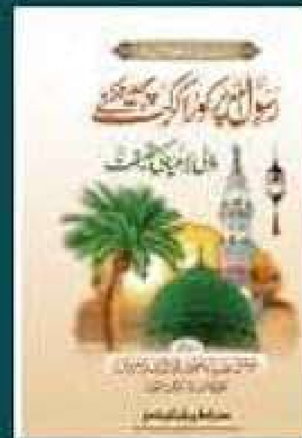






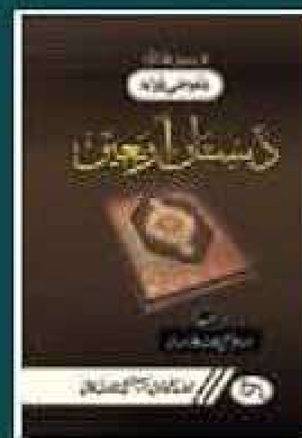


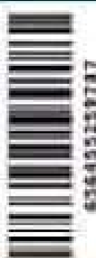












SIRAAT PUBLICATIONS

+919927187748 +919927187748

Siraat Publications Siraat Studio

siraatpublications@gmail.com

www.siraatpublications.com

